لارڈ بیکن

یعنی

اُس کے حالاتِ زندگی اور اُس کا فلسفہ

مصنفہ

مولوی محمد عبدالستار صاحب فرنگی محلی مرحوم و مغفور

مرتبہ

مولوی محمد عبدالحلیم صاحب شرر ایڈیٹر دلگداز

بعد تبدیل و تہذیب

دلگداز پریس لکھنؤ میں چھپ کے

سنہ ۱۹۰[illegible]ء

دلگداز بک ایجنسی سے شائع ہوا

(رجسٹری شدہ)

قیمت فی جلد ۱۲/ — تعداد ۶۰۰ جلد

سستے مگر گراں بہا اور قابل قدر تصانیف

یہ علم و فضل کی ترقی کا زمانہ ہے۔ اور ہر شخص گھر بیٹھے بلا زحمت اور بغیر مدارس کی طالب علمی کیے تمام امور یا جملہ مسائل میں بصیرت حاصل کر سکتا ہے۔ اب اس سے زیادہ کیا علم کی ارزانی اور تحصیل کی آسانی ہوگی کہ قصوں اور ناولوں ہی کے پیرایے میں انسان ہر قسم کا کمال حاصل کر سکتا ہے۔ اور اس دلچسپی کے ساتھ کہ کبھی طبیعت پر بار اور دماغ پر زور نہ پڑنے پائے۔ اگر آپ کو ان آسانی سے اور بلا مشقت تاریخ اور دیگر قسم کے معاملات میں واقفیت حاصل کرنا ہے تو مندرجہ ذیل کتابوں کی طرف ضرور توجہ کیجیے۔ جو نئے دور کی برکت اور موجودہ ہندوستان کا مایۂ افتخار ہیں۔ لوگ ہندوستان کو جہالت کا الزام دیتے ہیں۔ اس الزام کے اٹھانے کے لیے سب سے آسان ترکیب یہی ہے کہ ان دلچسپ کتابوں کو پڑھیے اور پڑھائیے۔ اس کے بعد بھی چشم بصیرت وا اور نظر وسیع نہ ہو جائے تو ہم گنہگار۔

(تصانیف جناب مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر ایڈیٹر دلگداز)

فلورا فلورنڈا۔ نہایت عجیب ناول۔ بہت کچھ سچا اور حد سے زیادہ عبرت ناک۔ قدیم مسیحیت کی اصلی تصویر۔ مسلمانان اسپین کی متانت و انصاف پسندی ان صفحوں کے سوا اور کہیں نہیں نظر آسکتی۔ [illegible]

ایام عرب۔ وہ تمام و کمال ناول جو دلگداز ۱۹۰۹ع کے ساتھ حیدر آباد دکن سے شائع ہوتا تھا۔ جاہلیت عرب کے دلچسپ معنی خیز اور سراپا عبرت واقعات۔ اس سادی زمین کی سرگذشت جس پر بعد کو باغ اسلام کی داغ بیل پڑی۔ بہت دلچسپ اور نہایت بامذاق۔ جاہلیت عرب کے معرکے اور رسالت محمدی سے پیشتر کے عقائد و رسوم عرب اس خوبصورتی کے ساتھ اور ایسے دلکش الفاظ میں دکھائے گئے ہیں کہ انسان عش عش کر جاتا ہے۔ پھر اس کے ساتھ لطف یہ کہ عربی حسن و عشق کے نمونے اپنے پورے کمال پر نظر آسکتے ہیں۔ [illegible]

فردوس بریں۔ عجب پر لطف اور حیرت میں ڈال دینے والے واقعات۔ جیتے جی فردوس بریں کی سیر۔ فرقۂ باطنیہ و اسماعیلیہ کی تاریخ۔ کوہسار طالقان کی ایک پرانی سلطنت الموت کے نازک مباحث مگر اس قدر دلچسپی کے ساتھ کہ ہر شخص ادنیٰ مذاق والے کو لطف آتا ہے۔ کامل انگریزی داں اور نیز قدیم عربی مذاق کے علما کی عام رائے ہے کہ اردو میں اس سے زیادہ دلچسپ کوئی ناول اس وقت تک نہیں شائع ہوا تھا۔ [illegible]

ملک العزیز ورجنا۔ صلیبی لڑائیاں۔ اسلامی

جوش حسن و عشق۔ قصہ نہیں جیتی جاگتی تصویر ہے۔

حسن انجلینا۔ وہ ناول جس میں روم و روس کی لڑائیوں کے ساتھ ایرانیوں کی دینی ہمدردی کا جوش بھی دکھایا گیا ہے۔ اور آخر میں نااتفاقی کے برے نتائج نظر آسکتے ہیں۔ [illegible]

منصور و موہنا۔ مذہبی جوش۔ خالص قومی غیرت محمود غزنوی کے حملے اور ہندو مسلمانوں کے ابتدائی تعلقات۔ [illegible]

شہید وفا۔ حسرت بھری داستان۔ قصہ نہیں اندلس کی حکومت کا آخری دور مسلمانوں کی تباہی عیسائیوں کا جور و ستم۔ حد سے گذرے ہوئے جذبات عشق۔ [illegible]

درگیش نندنی۔ ایک بنگالی دلچسپ ناول کا ترجمہ نہایت ہی شستہ اور دلچسپ اردو میں۔

دلچسپ ہر دو حصہ۔ ہندوستانی معاشرت خاندانی جھگڑے۔ وطنی عورتوں کی بے بسی اور ان کا ضبط۔ ۱۴

دلکش ہر دو حصہ۔ ہندوستانی اخلاق کا اور ایک ایسا عجیب ناول جس کو انسان بغیر ختم کیے نہیں چھوڑ سکتا۔ ۱۴

بدر النسا کی مصیبت۔ جو ترمیم و اصلاح کے بعد از سر نو چھاپی گئی ہے۔ اور لائق اور مشہور مصنف نے جس کی طرف اپنے قدر دانوں سے خاص توجہ کی خواہش کی ہے۔ ۶

بانیِ فلسفۂ جدید لارڈ بیکن ۔ متوفی سنہ ۱۶۲۶ء

عرض حال

یہ مختصر رسالہ جو نیا نیا پبلک کے ہاتھ میں دیا جاتا ہے عجیب پُر حسرت چیز ہے اور شاید عبرت کا اس سے زیادہ موثر سبق انسان کو بمشکل مل سکے گا حضرت مخبر صادق روحی فداہ نے منع فرمانے کے بعد لوگوں کو زیارت قبور کی اجازت دی تھی۔ اور اس لیے کہ وہ اقتباس "اذکروا ذکر ہاذم اللذات" یعنی اس سے تمھیں اپنی موت یاد آئے گی۔ یہی غرض اس رسالے کی مختصر تاریخ پڑھنے سے ہمارے درد مند دوستوں کو حاصل ہو سکتی ہے۔

اس کے مصنف مولوی محمد عبد الستار صاحب فرنگی محلی ہیں جن کا نام دلگداز کے قدر دانوں کے لیے نیا نہیں ہے۔ اُن کے قیمتی اور دلچسپ مضامین سنہ ۱۹۰۹ء و سنہ ۱۹۱۰ء اور سنہ ۱۹۱۳ء عیسوی کے پرچہ ہائے دلگداز میں اکثر شایع ہوئے۔ اور نہایت شوق و دلچسپی سے پڑھے گئے۔ "ڈراما ٹن کے سین" اور دولت عثمانیہ کے فرشتۂ اقبال "سلطان فاتح محمد ثانی کے حالات" ایسے نہ تھے کہ ہمارے دوستوں کو بھول گئے ہوں۔

اس سے بھی زیادہ دردناک اور پُر حسرت پتہ ہمارا مشہور ڈراما "شہید وفا" ہے جو نہایت ہی جوش محبت اور سوز و گداز کے الفاظ میں اسی لائق دوست اور ہونہار نوجوان کے نام ڈیڈیکیٹ کیا گیا تھا۔

مگر افسوس! صد ہزار افسوس! کہ مولوی محمد عبد الستار اب دنیا میں نہیں۔ وہ اس عالم میں ہیں جہاں سب کو جانا ہے۔ اور جہاں جا کے پھر کبھی کوئی واپس نہیں

آتا - ہمارے حیدرآباد جانے کے بعد وہ الہ آباد ہائی کورٹ کے مترجم مقرر ہوئے
الہ آباد کی سکونت اختیار کی۔ اور چند سال کے بعد ایک دن صبح کو اپنے کمرے اور
اپنے پلنگ پر مُردہ ملے۔ اُن کے انتقال کا سبب آج تک کسی کی سمجھ مین نہین آیا۔
کوئی کہتا ہے دل مین درد اُٹھا۔ کوئی نہایت ہی سخت ہیضہ تجویز کرتا ہے۔ بہرحال تقدیر
موت چاہے جس بہانے سے آئی ہو آئی۔ اور بہت ہی بے وقت آئی۔ اسلیے کہ مرحوم کا
ہنوز عنفوان شباب تھا۔ اُنکی زندگی انھین کے لیے نہین ایک پورے خاندان
کے لیے اُمیدون اور آرزوُن سے بھری ہوئی تھی۔ ماں باپ کو دولھن بیاہ لانے
کی تمنا تھے۔ دوست اُن کی صحبت سے جی بھر کے لُطف نہ اُٹھانے پاے تھے کہ
یکایک قضا کا تھپیڑا لگا۔ اور اُس سکوت و اطمینان کے عالم مین جا بسے جہان تک نہ
ہماری آہ و زاری کی آواز جا سکتی ہے اور نہ اُن کے ماں باپ کی بیتابی و بیقراری کی خبر۔
اِس رسالے کو اُنھون نے نہایت شوق کے ساتھ مکالے کے مضامین سے لے
کے لکھا تھا۔ ۵۶ صفحہ تک چھپنے پائی تھی کہ مین حیدرآباد گیا اور وہ الہ آباد۔ ارادہ تھا کہ
نواب یار جنگ مولوی محمد اکرام اللہ خان صاحب کے نام ڈیڈیکیٹ کی جائے گی۔ جو مرحوم
نوعمر مصنف کے حقیقی خالو تھے۔ چنانچہ نواب یار جنگ بہادر کو بھی اِسکے شایع ہونے
کی بڑی آرزو تھی۔ لائق بھانجے کے مرنے کے بعد بھی جب کبھی مجھ سے ملے اِسکے
شایع کرنے کا تقاضا کیا۔ مگر افسوس مین عدیم الفرصت تھا۔ پورے فرمے
بندھے ہوے میرے گھر مین رکھے تھے۔ اور غضب یہ ہوا کہ جسقدر چھپی تھی اُسکے
بعد کا مسودہ بھی نہین تھا۔ اسلیے کہ مصنف مرحوم کو ختم کرنے کی نوبت ہی نہین
آئی تھی۔ اب اِتنی مدت کے بعد مجھے اِسکی اشاعت کی طرف توجہ کرنے کا موقع ملا تو

دستور وہ تھا اور نہ خود مصنف تھے مجبوراً مین نے لارڈ مکالے کے مضامین مین بیکن کی الف
کو نکالا جسقدر حصہ باقی تھا خود ترجمہ کر کے اضافہ کیا اور اب چھاپ کے شایع کرتا
ہون۔ مگر آہ! اشاعت کی کب نوبت آئی ہے جب نہ منصف باقی رہے۔ اور نہ وہ
نمو کاکوری رئیس نواب یار جنگ جن کے نام ڈیڈیکیٹ کی گئی ہے۔

دنیا کی بے ثباتی کی اس سے زیادہ موثر تصویر کم نظر آئے گی۔ مین اس وقت
سر جھکائے یہ سطرین لکھ رہا ہون بار بار معلوم ہوتا ہے کہ جیسے مولوی عبدالستار
مرحوم اپنی اسی قدیم بے تکلفی کی شان سے اور اسی خوبصورت چہرے کو بشاش بنائے
سامنے بیٹھے ہین۔ شوق کی بیتابی سے بیخود ہو کے نظر اٹھا دیتا ہون اور مایوس
ہو کے رہ جاتا ہون کہ کہین پتہ نہین۔ افسوس مین نے کبھی اپنے کسی عزیز کے مرنے
پر بھی ایسا صدمہ نہ اٹھایا ہوگا جیسا کہ عبدالستار مرحوم کے مرنے کی خبر سن کے
اٹھایا۔

عبدالستار کیا تھے؟ کیسے تھے؟ اور اُن سے کیا کیا اُمیدین تھین؟ یہ ایسی باتین
ہین جنکا خیال آنے سے دل مین چوٹ لگتی ہے اور ایسا بیتاب کرنے والا درد پیدا
ہوتا ہے جس کی دوا ابھی وہین ہے جہان عبدالستار ہین۔ فرنگی محل کی تاریخ مین سب
سے زیادہ روشن نام مولوی عبدالعلی بحر العلوم کا ہے۔ جن سے اچھا معقولی اور
جن سے زیادہ طبع خداداد پانے والا لکھنؤ کیا معنے خاک ہند کو بھی اسلامی دور
مین کم نصیب ہوا ہوگا۔ انھین کی نسل مین مولوی عبدالستار مرحوم تھے۔ جو شرف
کہ فرنگی محل کے موجودہ بزرگون مین بہت کم کسی کو نصیب ہے۔ مولنا بحر العلوم اصولی
و معقولی دنیا کے مجدد تھے۔ اسی طرح مولوی عبدالستار نے بھی باوجود عربی تعلیم کا

سلسلہ پورا نہ کرسکنے کے محض اپنی انگریزی اور مغربی لیاقت کی بنا پر ایسا کام شروع
کیا تھا اور ایسی غرض حاصل کرنے پر کمر ہمت باندھی تھی کہ اگر زندگی وفا کرتی اور جو
موقع ملتا تو ایک دوسری نوعیت کی تجدید کرتے۔ اور بے شک فرنگی محل والون
کے حق مین ایک زبردست مجدد بن جاتے۔

فرنگی محل ایک مدت سے منطقی تعلیم اور عربی فلسفہ کا اسکول بنا ہوا ہے جس لائن
پر اور جس شان سے یہ لوگ اپنی معقولی ترقی کو نباہتے چلے آئے ہین ایس شان سے
بہت ملتی جلتی ہے جو کہ فیلسوفان یونان کی تھی۔ اسی کتاب کے دیکھنے سے معلوم
ہوگا کہ جن خیالات نے ہزارہا سال تک قدیم یونانی و رومی فلسفیون کے دماغ
مین چکر کھایا اور کوئی نتیجہ برآمد نہوا۔ اُسی طرح اور وہی خیالات ہزار نہین تو سو برس
تک فرنگی محل والون کے دماغ مین چکر کھاتے رہے اور نتیجہ سوا فضول بحث بیکار
الجھاؤن۔ اور بے سود خیالی عمارتون کے کچھ نہ تھا۔ جس طرح قدیم فلسفی غلط استقرار
کے عادی تھے اپنے علم و خیال کو عملی دنیا سے وابستہ کرنا گناہ تصور کرتے تھے۔
بعینہٖ اُسی کے مثل اُن کے یہ فرنگی محلی شاگرد بھی مقتدائی کو پیشہ بنا کے۔ اور پیشوائی
کے مسند کو اپنے لیے مخصوص کر کے مفید کامون کی طرف توجہ کرنے انسانی تمدن
کو فائدہ پہونچانے۔ اور دماغ انسانی کی حکومت وسیع کرنے کو ایک جرم سمجھے ہوئے تھے
لہذا جو کام لارڈ بیکن نے قدیم فلسفیون کے ساتھ کیا وہی کام ہمارے گم شدہ
نوجوانون اور مرحوم مصنف نے بیکن کی لائف۔ اُس کے اغراض فلسفہ جدید کی شان
اور اُس کے فوائد و نتائج بتا کے اپنے شہر یا اپنی برادری کی معقولی دنیا کے ساتھ
کرنا چاہا تھا۔ کیا عجب کہ جس طرح لارڈ بیکن کی کوششون نے یورپ کو خواب

غفلت سے جگا یا مولوی محمد عبد الستار گوشہ نشین فرنگی محل والون کو جگا دیتین -
مگر افسوس آن قدح بشکست وآن ساقی نماند -

تاہم مرحوم کی اس یادگار کو ہم مکمل کر کے شایع کیے دیتے ہین - اگر انصاف سے
پوچھیے تو اُردو مین یہ نہایت ہی اہم اور مفید تصنیف ہے - ہندوستان کا موجودہ
زمانہ ایک نہایت ہی ناقص حالت مین ہے - پُرانے خیالات پُرانے علوم اور پرانی
باتون کی وہ اگلی کامیابی نہین باقی رہی - اور نئے علوم نے ہنوز اچھی طرح فتح نہین پائی -
جو لوگ پُرانے مذاق کی پابندی کا دعوے کرتے ہین اُن کے اخلاق و عادات مین جدید
تہذیب کی بہت سی باتین داخل ہو گئی ہین - اور جو جدید تہذیب کے دیوانے ہین
اُن سے ابھی بہت سے پُرانے مذاق اور پُرانے رنگ کی باتین نہین چھوٹین - لہذا موجودہ
ہندوستان ایک عجب گو مگو کی حالت مین پڑا ہوا ہے - نہ اُدھر ہین نہ اِدھر ہین -
ایسے نازک وقت اور ایسی خطرناک حالت مین ایک ایسے رسالے کا پیش کر دینا جو صاف
طور پر اور وضاحت کے ساتھ بتا دے کہ فلسفۂ قدیم و فلسفۂ جدید یا اگلے اور پچھلے
تمدن مین کیا فرق ہے نہایت ہی ضروری ہے -

انگریزی تہذیب اور یورپین علوم کو ہندوستان پر حکومت کرتے ہوئے تقریباً
سو برس گذر گئے - اگرچہ دار العلوم اور یونیورسٹی کی بنیاد بعد پڑی - مگر اس سے انکار نہین
کیا جا سکتا کہ انگریزون سے ملنے جلنے - اُنکے اخلاق و عادات کے حاصل کرنے اور
برتنے سے پیشتر ہی اکثر لوگ انگریزی علوم و یوروپین معاشرت کے دلدادہ ہو گئے تھے -
تاہم باوجود اسکے اُردو زبان مین کوئی ایسی خاص تصنیف نہین موجود ہے جو بہت ہی
[illegible] اور بڑی صفائی کے ساتھ بتا دے کہ فلسفۂ قدیم و جدید مین کیا فرق ہے - کچھ

پُرانے مذاق والون ہی کو الزام نہین دیا جاتا کہ جدید علوم کی بر[illegible]ن اور خوبیون سے ناآشنا ہین۔ بلکہ موجودہ علوم سیکھنے والے بھی بالکل نہین جانتے کہ فلسفہ او منطق کا قدیم مذاق کیا تھا اِس بارۂ خاص مین ہمارے نزدیک اِس مختصر رسالے سے زیادہ مفید کوئی چیز نہین ہوسکتی۔ اسلیے کہ اسکی بدولت آپکو نظر آجائیگا کہ پُرانے اور نئے علوم مین کیا فرق ہے! اگلے فلسفیونکا کیا مذاق تھا۔ اور پچھلے فیلسوفون کا کیا مذاق ہے۔ ہمارے علما و فضلا جن کے ہاتھ مین دینی اور قومی تعلیم کی باگ ہے اگر اِس رسالے کو ملاحظہ فرمائین گے اور غور سے پڑھینگے تو ہمین امید ہے کہ نئے خیال کے عالمون اور نئے اسکول کے طالبعلمون سے اتنے ناآشنا نہ رہینگے جتنے کہ فی الحال ہین

اگر اِس رسالے نے لوگون کو متوجہ کیا! اور قوم نے اِن بلند خیالون! اور اِن ترقی کے ضروری قابل قدر اصول کو پسند کیا! اور ذوق و شوق سے پڑھا تو ہم کوشش کرینگے کہ کم از کم لارڈ بیکن کے نوے ایس سنیرئیٹ کا ترجمہ بھی اُردو زبان مین شایع ہو جس کتاب نے یورپ کو موجودہ یورپ بنا دیا اُس سے یہ بھی امید کی جاسکتی ہے کہ موجودہ ہندوستان کو بہت جلد آئندہ ہندوستان بنادے

ہم وطنو! اب مین اِس طولانی بحث اور خشک باتون کو ختم کرتا ہون۔ مگر رخصت ہونے سے پیشتر ایک مرتبہ پھر آپکو اپنے مرحوم دوست مولوی محمد عبدالستار کا نام یاد دلاتا ہون جو ہمکو مجھے بہت عزیز ہے۔ اور اُنکی لیاقتون کے لحاظ سے امید ہے کہ آپکو بھی عزیز ہوگا۔ جب وہ الٰہ آباد کی خاک کے نیچے آرام کر رہے ہین تو امید ہے کہ اِسقام کے نام ہی کی برکت سے سہی خدا نے انھین اپنی جوار رحمت مین لے لیا ہوگا۔ لہٰذا دوستو! آؤ ہم سب درگاہ حضرت رب العزت مین دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائین۔ اُس نوجوان کی قبر پر سے ہین فاتحہ کے پھول برسادین۔ اور صدق دل سے دعا کرین کہ خداوندا اُس کی مغفرت کر جو ہمارا سچا دوست اور اپنی قوم کا سچا خیر طلب تھا۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْم۔

راقم محمد عبدالحلیم شرر۔ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء

فلسفہ جب یونان سے رخصت ہوا تو کچھ زمانہ تک رومیون مین رہکر مسلمانونمین پونہچا
تھا جب تک مسلمانون نے اُسکی قدر کی یا اُنمین اُسکے قدر کرنیکی قدرت رہی وہ اُنکے
پاس رہا۔ لیکن دول اسلامیہ کے زوال کے بعد یورپ کے مسیحیون نے اسے فروغ دیا۔ ایک
زمانہ تک یورپ کے مدرسون مین اسکا بہت کچھ چرچا رہا۔ حتی کہ دینیات مین بھی اسکو جگہ ملگئی
اور صدہا کتابین شرح مواقف کے طرز کی یورپ کی متفرق زبانون مین تصنیف ہوگئین۔

چونکہ مسلمان زیادہ تر ارسطاطالیس کے متبع تھے اسلیے اُنکے شاگرد یورپ کے مسیحی بھی
معلم اول ہی کا کلمہ پڑھتے تھے اور جو یورپ کی علمی اصطلاح مین اسکولیسٹکس کے نام سے یاد کیے
جاتے ہین۔ حقیقت مین یہ فرقہ حکماے پری پیٹی ٹکس یا مشائین سے ہے۔ تقریبا دس صدیون
تک مذہب مشائین کا عروج رہا اسکے بعد اُسکو زوال آیا اور ایک ایسا شخص یورپ مین
پیدا ہوا جسنے مذہب ارسطو کو بیخ و بن سے اُکھاڑکے پھینک دیا۔ یہ فرانسیسی حکیم ڈی کارٹس تھا۔

جسطرح ڈی کارٹس کی ذہانت نے مسائل ذہنیات کی تحقیق مین انقلاب پیدا کردیا
تھا اسیطرح فرنسس لارڈ بیکن نے مسائل طبعیات کی تحقیق مین حکماے سابق سے
انحراف کرکے انڈکٹو پرنسپلس یعنی اصول تصفح یا استقرا کو تحقیقات علمی مین رواج دینا ضروری
خیال کیا۔ اس طریقہ کی پابندی سے جو کچھ علمی ترقیان خاصکر علم طبعیات مین ہوئی ہین اُنکا
بیان کرنا تحصیل حاصل ہے۔ مگر استقرا کی زیادہ پابندی جو یورپ کے موجودہ علمی عروج مین
نظر آتی ہے لارڈ بیکن اور ڈی کارٹس کے بعد عمل مین آئی ہے۔ یہ دونون فیلسوف اپنے ہمہ
اجتہادات خود اس سے زیادہ نفع نہ اُٹھا سکے لارڈ بیکن نے اپنی کتاب نووم آرگینم مین
استقرا کی پابندی پر بہت زور دیا ہے مگر خود شاید کثرت افکار کی وجہ سے اسپر جیسا چاہیے
عمل نکرسکا۔ مگر اس مین شک نہین کہ اسکی ہدایت سے تمام علوم مین ایک انقلاب عظیم پیدا ہوگیا

مگر اس اصول سے متقدمین نا واقف نہ تھے۔ اسکا موجد جیسا یورپ کے عام
لوگ خیال کرتے ہین بیکن نہین ہے۔ خود ارسطاطالیس ابونصر فارابی۔ بوعلی سینا وغیرہ کے
تصانیف اسکے شاہد ہین۔ بیکن کو صرف اسکے رواج دلانے کا فخر حاصل ہے۔ میکالے نے
اسپر نہایت خوبی سے بحث کی ہے۔ ہندوستان اگرچہ یورپ کے انقلابات علمی سے بہت کچھ
واقف ہوگیا ہے۔ مگر جہان ہندوستان کی سرزمین نے لارڈ بیکن کے بہت سے متبع اور مقلد
پیدا کر دیے ہین وہان عام آبادی ہند خصوصاً دو دانون مین ابھی بہت سے ایسے پڑے ہین
جو اتنا بھی نہین جانتے کہ لارڈ بیکن تھا کون شخص۔ زمانہ کی تاکید ہے کہ انگریزی علوم کے ساتھ
ہندوستانیون کو انگریزی فلسفیون کے حالات بتائے جائین۔ خصوصاً مسلمانون کو جو سارے
یورپ کو اپنا علمی مقروض بتاتے ہین۔ اور جنکے اس قرض کا خود انگریزون کو اعتراف بھی ہے۔
مین مختصر طور پر لارڈ بیکن کے سوانح عمری بیان کرنا چاہتا ہون۔ اسکے ساتھ یہ بھی بتاؤن گا
کہ اس نادر شخص نے کیسا موثر جادو کر دیا کہ چند ہی صدیون مین وہی ہمارے مقروض لوگ ایسے ہوگئے
کہ ہمین اب جو کچھ تعلیم دیتے ہین وہ ہمکو بالکل نیا معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ لارڈ بیکن کو دنیا کے دو قسم کے
تعلقات مین ایک وہی تعلقات جو ہر شخص کو دنیا کے ساتھ ہوتے ہین۔ اور ایک علمی زندگی جسکو خاص
فلسفہ سے تعلق ہے۔ لہذا مین اس رسالہ کو دو حصون پر تقسیم کرتا ہون۔ پہلے حصہ مین اس عظیم الشان
فلسفی کے سوانح عمری بیان کرونگا۔ اور دوسرے مین دکھاؤنگا کہ فلسفہ پر اسکا کیسا اثر پڑا۔

پہلا حصہ

ایک شخص فرنسس بیکن نامے ۲۲- جنوری ۱۵۶۱ء کو لندن کے محلہ اسٹرینڈ
مین پیدا ہوا تھا- اُسکا باپ سر نکولس بیکن پہلے عہدۂ لارڈ کیپر پر سرفراز تھا- اسکے بعد چینسلر
کا عہدہ اُسپر اضافہ کر دیا گیا- اس معزز عہدے کو وہ قریب بیس برس کے عہد سلطنت ملکہ الزبتھ
مین سرانجام دیتا رہا- ملکہ اسکی بہت قدر و منزلت کرتی تھین- وہ ایک بہت ہی ایماندار و فہیدہ
وزیر تھا- باوجود اس ثروت و جاہ کے اُسنے اپنا انداز کبھی نہ بدلا- اسکی دوسری بی بی این
جو سر انیتھونی کوک کی بیٹی تھی اسکے دو لڑکے پیدا ہوے ایک انیتھونی اور دوسرا فرنسس یہی
دوسرا بیٹا ہمارے رسالہ کا موضوع ہے- جسکی ہم اسوقت لائف لکھنے بیٹھے ہین-

فرنسس لڑکپن ہی سے اعلیٰ جوہر دماغی کا ثبوت دیتا تھا- ملکہ الیزبتھ جو ایک نہایت
تیز فہم عورت تھی اکثر اس لڑکے سے باتین کیا کرتی تھین اور اُسکی حاضر جوابی سے خوش ہوتی تھین
ملکہ نے اُس سے ایک مرتبہ اُسکا سن پوچھا اُسنے جواب دیا "حضور مین دو برس قبل حضور کی تخت نشینی
کے پیدا ہوا تھا" ملکہ اُسکی جودت و ذکاوت دیکھکر اکثر اسکو "میرا چھوٹا لارڈ کیپر" کے خطاب سے یاد
کرتی تھین-

وہ بارھوین برس ٹرنیٹی کالج کیمبرج مین داخل ہوا اور ڈاکٹر وہائٹگفٹ کے جو آخر کو
کینٹربری کی آرچ بشپ (لاٹ پادری) ہوگئے تھے سپرد کیا گیا- سولھوین برس جاری ہی سال مین
معقول کی کتب درسیہ جو اُس زمانہ مین پڑھائی جاتی تھین ختم کر چکا تھا لیکن جو امر زیادہ تعجب انگیز

تھی وہ یہ ہی کہ اسنے ارسطاطالیس کے اجتہادات مین اور اس قدیم نظام فلسفہ مین غلطیان گرفت کی
تعین اور تجویز کیا تھا کہ وہ عالیشان عمارت علوم کی جسکی بنیاد انیس سو برس پیشتر پڑی تھی اب
اسکو دوسری نیو پر قائم ہونا چاہیے اور کسی نئے مصالحہ سے اسکی نئی تعمیر ہونا چاہیے۔ جسکا اصل
یہ ہو کہ اس زمانہ مین فلسفۂ مشائین کو تمام تر رواج تھا بیکن نے اس مذہب کو منسوخ کر کے اپنا نیا طریقہ
ایجاد کیا۔ یہ غیر ممکن نہین ہو کہ اسکے دل مین یہ خیال اسکے نامور ہمنام فرائر بیکن کے تصانیف
پڑھنے سے پیدا ہوا ہو۔ اُن دونون نامور فلسفیون کے اصول بہت ملتے جلتے ہین۔ اسکو
توارد یا اتفاق کہنا کسیقدر مشکل ہے۔ جن لوگون نے دیکھا ہو جانتے ہین کہ فرنیسس کی کتاب
نووم آرگنیم کے ابتدائی اصولون سے بہت زیادہ قریب اور مشابہ باتین فرائر کی کتاب اپس میجم
مین ملتی ہین۔ ڈاکٹر ٹیلر صاحب لکھتے ہین کہ اگر راجر بیکن کے تصانیف بھی اُسی آسانی سے
طبع یا کرتے جس آسانی سے فرنیسس کے تصانیف ملتے ہین تو آکسفورڈ کیمبرج سے نئے فلسفہ
کی ایجاد پر ناز سکتا۔ مگر اس سے فرنیسس بیکن کی لیاقت پر حرف نہین آسکتا۔ موجودہ
تعلیم سے تقلید کی بیڑیان تڑانا۔ مدتہائے دراز کے تعصب کا مقابلہ کرنا۔ اور سب سے زیادہ
دشوار کام یعنی یورپ بھر کے علما کو اس بات کا یقین دلانا کہ انکی اسوقت تک کی ساری محنت
بیفائدہ اور بے سود تھی ان سب باتون کے لیے ایک غیر معمولی قوت اور ذہانت درکار
تھی۔ اتنے بڑے تغیر اعظم اور ایسے کایا پلٹ کا مجرد خیال کرنا خصوصاً اس زمانہ مین جو خیالات
فلسفۂ مشائی کے غلو کی بابت سب باتون سے زیادہ مشہور ہے۔ اخلاقی اعجاز کے سوا اور کیا
کہا جا سکتا ہے۔ فرنیسس کی کامیابی کی فلسفہ کی تاریخ بھر مین کوئی نظیر نہین موجود ہے
بیکن کی یہ بڑی خوش نصیبی تھی کہ اس تغیر عظیم کو ترقی کرتے اُسنے اپنی آنکھون سے دیکھ لیا
اُسکے بعد کی نسل نے فلسفۂ جدیدہ کو تمام یورپ مین مروج پایا۔

بیکن یونیورسٹی چھوڑکر اُس زمانہ کے دستور کے موافق سر امیس پالٹ سفیر انگلستان کے ہمراہ پیرس گیا۔ سفیر صاحب اس سے بہت خوش تھے۔ انہون نے ایک دفعہ بیکن کو ایک نہایت ضروری اور پوشیدہ کام کے واسطے ملکہ الیزبتھ کے پاس بھیجا اسنے نہایت کامیابی سے اُس کام کو سرانجام دیا اور پھر سفر یورپ کی غرض سے پیرس واپس آیا۔ اسکی طبیعت غور و فکر کیطرف بہت مائل تھی۔ اسی طبیعت نے بیکن کو یورپ کی جن متفرق قومون مین اسکا گذر ہوتا اُنکے رسم و رواج کو بہ تعمق نظر تحقیق کرنے اُنکے حکمرانون کے چال چلن کا اندازہ کرنے اور ہر گورنمنٹ کے قوانین کے جانچنے کی طرف متوجہ کیا۔ انیسوین برس بیکن نے "حالات یورپ" کے نام سے ایک کتاب لکھی جسمین اسنے اپنی قوت فیصلہ کی پختگی کا نہایت ہی حیرت انگیز ثبوت دیا تھا۔

لارڈ کیپر نے جو فرنسس کو اپنی دوسری اولادون سے زیادہ پیار کرتا تھا اُسکی غیبت مین بہت سا روپیہ جمع کیا تاکہ اسکا ہونہار بیٹا بے فکری اور اطمینان سے مشاغل علمی مین مصروف رہ سکے۔ مگر بمقتضاے "لِکُلِّ فَنٍّ اٰفَةٌ وَّلِلْعِلْمِ اٰفَات" وہ دفعتہً بغیر کسی وصیت کے مرگیا۔ اور بیکن کو اُس دولت کا صرف ایک حصہ ملا جو سب کی سب خاص اُسکے لیے جمع کی گئی تھی۔ اُسنے گورنمنٹ سے امداد چاہی۔ مگر تعجب معلوم ہوتا ہے کہ اسکی طرف کسی نے توجہ نہ کی۔ اسکی خواہشین کچھ زیادہ نہ تھین۔ اسکا خاندانی استحقاق گورنمنٹ پر بہت تھا۔ خود ملکہ کی اسپر عنایت تھی۔ اسکے خالو وزیر اعظم تھے۔ اسکی ذاتی قابلیت ایسی تھی کہ چاہے کوئی وزیر ہوتا اسکو خوشی سے عام ملکی خدمات مین لے لیتا۔ مگر افسوس اُسکو ناکامی ہوئی۔ اصل یہ ہے اور یہی اسکی ناکامی کی بنا ہے کہ ولیم سسل لارڈ برلے کو اس سے نفرت تھی وہ ہرگز نہین چاہتا تھا کہ بیکن کو ترقی ہو۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ رابرٹ وزیر کا چھوٹا بیٹا فرنسس سے چند مہینہ

پونڈ کے بابت گرفتار بھی ہوا۔

لارڈ اسکس کی عنایت کم نہین ہوئی تھی وہ ہمیشہ اُسکی بہبودی کی کوشش مین رہتے
تھے۔ سنہ ۱۵۹۶ء مین وہ اپنے مشہور و معروف سفر اسپین کو روانہ ہوے۔ سوار ہوتے وقت
اُنھون نے اپنے کئی دوستون کو لکھ بھیجا تھا کہ میری غیبت مین بیکن کا خیال رکھنا۔ وہ
بہت بڑی فوجی ناموری حاصل کرکے واپس آئے۔ مغرور وہ ہمیشہ کے تھے مگر اس کامیابی
کے بعد انکا یہ عیب اُنکے دشمنون کی آنکھ مین اور زیادہ کھٹکنے لگا۔ لیکن اپنے دوست فرینسس بیکن
کے ساتھ انکا وہی برتاؤ تھا۔ بیکن کے دل مین اب کسی دولتمند عورت سے شادی کرکے
دولت حاصل کرنے کا خیال پیدا ہوا چنانچہ ہیٹن نام ایک دولتمند بیوہ سے اُس نے پیام وسلام
بھی شروع کردیا۔ ہیٹن ایک وہمی اور بدمزاج عورت تھی جسکی بدمزاجیون سے اُسکے اعزہ بھی
عاجز آگئے تھے۔ بیکن یا تو اُن عیوب شرعی سے ناواقف تھا یا مال کی طمع مین اُن باتون
سے قطع نظر کرتا تھا۔ اسکس نے معمولی جوش ہمدردی سے اپنے دوست کی سفارش کی مگر
بیکن کی خوش قسمتی سے یہ معاملہ بھی بگڑ گیا۔ اُن لیڈی صاحبہ نے شادی نکرنا درکنار
اوسپر ہر طرح سے نظر عنایت کی اول تو شادی ہی سے انکار کرکے اُس کا دل چھوٹا کردیا
دوسرے یہ اور لطف فرمایا کہ اسکے دشمن اور رقیب سے نکاح کرلیا۔ مگر اتنی ہمدردی کی کہ اُس
بدنصیب رقیب سر اڈورڈ کوک کو خوب اچھی طرح اُسکی سزا کو پہونچایا۔

لارڈ اسکس منتہاے عزت کو پہونچکر تنزل کرنے لگے۔ وہ نڈر اور نفرت انگیز طریقہ
جس سے وہ اپنے دشمنون کو دباتے تھے اُس نے اُنکے دشمنون کو اور بھی اُنکے خون کا پیاسا
کردیا۔ دربار مین اُنکا اثر گھٹنے لگا۔ ایسے نازک وقت مین وہ شخص جس سے اسکس اپنا دردِ دل
کہتے تھے۔ جس سے صلاح لیتے تھے جسے اُنھون نے درمیان مین ڈالا تھا وہ اُنکا دوست بیکن تھا۔

آہستہ آہستہ ترقی کرتا جاتا تھا۔

سنہ ۱۶۱۲ء مین بیکن کا خالو اور جانی دشمن ولیم سسل ارل اف سیلسبری مرگیا۔ اُسکا عہدہ جیمس نے رابرٹ کار کو مع خطاب ارل اف سامرست کے عنایت کیا۔ اُن دنون جیمس کے دربار مین ایک اور کمسن شخص تھا جیارج ولیر۔ اسپر بادشاہ کی بہت بڑی نظر عنایت تھی۔ بیکن نے اسکے قیافہ سے دریافت کرلیا کہ اس شخص کو آیندہ بہت کچھ ترقی ہونے والی ہے اور یہ دربار مین سب پر غالب ہوجائے گا۔ بادشاہ کی طبیعت سے بھی وہ خوب واقف تھا۔ اور لوگ جنکو خدا نے اتنی سمجھ نہین دی تھی وہ لوگ جب سامرست کی خوشامد کرتے تھے بیکن ولیر سے ربط بڑھاتا تھا۔ اسکا خیال صحیح نکلا۔ ولیر کا زور روز بروز بڑھتا گیا۔ یہانتک کہ آخرکار ایک دن سامرسٹ کو ذلت نصیب ہوئی اور ولیر سب سے اعلی درجہ پر پہونچگیا۔ اور ڈیوک آف بکنگھم کے نام سے مخاطب ہوا۔ اسکی کوشش اور مدد سے بیکن سنہ ۱۶۱۶ء مین پریوی کونسل مین داخل ہوا۔

ولیر ایک نہایت ہی خوشامد پسند آدمی تھا۔ بیکن کی نظر لارڈ چینسلر کے عہدے پر لگی ہوئی تھی۔ لہذا اُسکے حاصل کرنے کے لیے اُسنے کوئی ذلت ایسی نہ تھی جو اپنے اوپر گوارا نہ کرلی ہو۔ جب دیکھا کہ لارڈ چینسلر اگرٹن کی موت کا زمانہ قریب ہی ہے تب اُسنے ولیر کی دربارداری اور بڑھادی۔ بادشاہ کی ظالمانہ اور نفرت انگیز خواہشین پوری کرنے کے لیے اُسنے دنائی تک کی گپ ہانک دی کہ میرا کانسنس پر بہت اثر ہے۔ اور جن لوگون کی طرف گمان بھی تھا کہ میرے رقیب ہونگے انکی طرف سے بادشاہ کو بدظن کردیا خصوصاً سر اڈورڈ کوک کی طرف سے۔ ہرکیولیس نے اپنی لاٹھی سے ایسی قیامت نہ برپا کی ہوگی جیسی بیکن نے اپنی درباری سازشون سے برپا کردی۔ آخر سنہ ۱۶۱۷ء مین لارڈ بریکلی کے مرتے ہی وہ کمبخت کامیابی حاصل ہوگئی

کی عورت تھی- وہ اپنے بیٹے پر بالکل حاوی تھی اور دربار مین صرف ایسے ہی لوگ حاضر رہتے
تھے- جنکی شان پاک مین حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہین "اولاد ہنیسیا جونک کی بیٹی
کی جو بار بار چلاتے ہین لاؤ لاؤ،،

رعایا غریب ہوتی جاتی تھی- بادشاہ کے پاس ٹکانہ تھا- وہ ظالم جو اُسکا نام اور
اُسکے اختیارات کام مین لاتے تھے اس غنیمت کے پھل خود ہی کھا جاتے تھے اور بادشاہ
کے حصہ مین صرف پبلک کی نفرت آتی تھی- پہلی پارلیمنٹ کو چھ برس گذر گئے تھے- لہذا
مفلسی سے مجبور ہوکر دوسری پارلیمنٹ جمع کرنا پڑی- بیکن کو خلعت ملنے کے تین ہی دن
بعد دوسری پارلیمنٹ جمع ہوئی-

پارلیمنٹ نے بادشاہ کو روپیہ کا بندوبست کر دیا- مگر ساتھ ہی رعایا کے اس
مرض کی بھی تشخیص شروع کر دی جسمین وہ چھ برس سے مبتلا تھی- اور اس درد کی دوائین
تجویز کرنے لگی- پارلیمنٹ کا پہلا حملہ ان مانوپلیز (ٹھیکون) پر تھا جو بکنگھم نے اپنے دوستون
اور عزیزون کو دے دیے تھے- اور جنکے ذریعہ سے اُن لوگون نے رعایا کو خوب سا لوٹ
لیا تھا- جس سختی سے پارلیمنٹ نے کارروائی شروع کی اسکی وجہ سے دربار مین ہل چل
پڑ گئی- بکنگھم نے خود اپنے تئین معرض خطر مین پایا اور ولیمس ڈین آف وسٹمنسٹر سے مشورہ اور
صلاح کا طالب ہوا- ڈین کا اثر چند روز سے بکنگھم پر بڑھتا جاتا تھا- اُسنے صلاح دی کہ
تم اور لوگون کو اس بلا سے بچانے کی کوشش نکرو فقط اپنے بھائی کو کسی اور ملک کی
سفارت پر بھیجدو- باقی جتنے ہین خود آپ بھگت لینگے- بادشاہ سے بھی اس باب مین مشورہ
لیا گیا اور اُسنے بھی یہی راے پسند کی- قوم کے غصہ پر دربار شاہی نے جو پہلی بھینٹ چڑھائی
وہ سر گائلس مامپسن اور سر فرنسس میکائیل تھے- بیکن کو اسوقت تک اپنے حق مین کسی قسم

ای تشویش نہ تھی مگر چہ ہفتہ کے بعد آخر اُس طوفان مین وہ بھی آ - ا

پارلیمنٹ نے ایک کمیٹی محکمۂ دیوانی کی تحقیق کے واسطے مقرر کی تھی ۱۵ مارچ کو اُسکے میر مجلس رابرٹ فلپ نے رپورٹ کی کہ بہت سی بے ایمانیان ثابت ہوئی ہین اور خود چینسلر صاحب کے دامن پر یہ بدنما دہبہ نظر آتا ہے اسکا سبب یہ تھا کہ کئی شخصون سے لارڈ چینسلر بیکن نے رشوت لی اور مقدمہ اُنکے خلاف فیصل کردیا ان جرائم پر شہادتین بہت زیادہ تھین - بادشاہ نے یہ خبر سُنکر ۱۹ - مارچ کو ہاؤس آف کامنس مین کھلا بھیجا کہ "ہمکو بہت افسوس ہے کہ ایسی خطائین اور اتنے بڑے عالیمرتبہ شخص سے سرزد ہون" جسکا مطلب دوسرے الفاظ مین یہ ہوا کہ ہم مجرم کو انصاف کے پنجہ سے چھڑانا نہین چاہتے - اُسی دن ہاؤس آف کامنس نے ہاؤس آف لارڈز سے مشورہ کیا - اور فرد قرارداد جرم مرتب کرکے سُنادی - بیکن اُسوقت اُس جلسہ مین موجود نہ تھا - وہ شرم کے مارے مکان سے باہر نہین نکلا تھا - بکنگھم جب بادشاہ کے حکم سے اُسکے مکان پر گیا تو اُسے بہت مغموم اور نہایت بدحواس پایا - بیکن اُسوقت اپنی زندگی سے عاری تھا - پھر جرائم کی مدین بڑھتی جاتی تھین - چنانچہ جب لارڈون نے تحقیقات شروع کی تو جرائم کا شمار ۲۳ - تک پہونچ گیا - چند گواہ ہاؤس نے خود سُنے باقی کی شہادت کے واسطے ایک سلکٹ کمیٹی مقرر ہوئی - تحقیقات بہت مستعدی سے ہورہی تھی کہ اس اثنا مین بادشاہ نے تین ہفتہ کے واسطے پارلیمنٹ بند کردی -

بیکن کو یہ فرصت غنیمت معلوم ہوئی - بادشاہ کے پاس دوڑا گیا مگر بادشاہ کو اپنا طرفدار بنانے مین ناکامی ہوئی - اُسنے ولیمس کی راے سے اس مقدمہ مین دخل دینے سے صاف انکار کردیا - مگر اسکے ساتھ ہی اُسے صلاح دی کہ تم جرائم کا اقبال کرلو مین اپنی قوت بھر اور حتی الامکان تمھاری سزا گھٹانے مین کوشش کرونگا -

۱- اپریل ہاؤس آف لارڈس پھر جمع ہوا - اور تحقیقات شروع ہوئی
۲۲- کو بیکن نے ایک تحریری اقبال نامہ جرم کا بھیجا جسے پرنس آف ویلز نے پڑھکر سُنایا -
دوسرے دن ہاؤس آف لارڈس کے کارپرداز لارڈ بیکن کو وسٹمنسٹر ہال لیجانے کی
غرض سے اُسکے مکان پر آئے - وہان اُس دن حکم سُنایا جانے کو تھا - مگر اُنھون نے
اُسے بہت سخت علیل پایا لہذا اتنی رعایت کی کہ حاضری کی تکلیف سے معذور رکھا -

الغرض لارڈ بیکن کو سزا ہو گئی - اور سزا بھی نہایت سخت - چالیس ہزار پونڈ
جرمانہ اور قید جسکی میعاد معین نہ تھی بادشاہ کی مرضی پر منحصر تھا - ممبری پارلیمنٹ اور عہدہ ہائے سرکاری
سے ممنوع - اور یہ قطعی حکم کہ عمر بھر کبھی دربار کے قریب بھی پھٹکنے نپائے - اسطرح اس
[illegible] فلاسفی کی دنیاوی ثروت کا خاتمہ ہوا -

سزا کو دیر نہین گذرنے پائی تھی کہ گھٹا دی گئی - قید خانے مین جانے کو تو گیا
لیکن دوسرے ہی دن رہائی کا بھی حکم آگیا اور تھوڑے دنون بعد حکم شاہی سے
جرمانہ بھی معاف ہو گیا - ۱۶۲۴ء مین پوری طرح سے عفو تقصیر ہو گیا اور پارلیمنٹ
مین پھر بلایا گیا - مگر شرم ایسی دامنگیر تھی کہ حاضری کی جراٴت نہوئی - گورنمنٹ کی طرف سے
بارہ سو پونڈ سالانہ پنشن مقرر ہو گئی -

اب لارڈ بیکن پھر مشاغل علمی کی طرف متوجہ ہوا جنکو اُس نے نہ معلوم کس منحوس
ساعت مین چھوڑا تھا - اس خانہ نشین کا پہلا پھل ہنری ہفتم کے عہد کی ایک تاریخ تھی جسکو
اُسنے بادشاہ کے کہنے سے لکھا تھا - یہ کتاب بڑی قابلیت سے لکھی ہے - مگر اس عیب نے اُسکو
بدنما کر دیا کہ اسنے ہنری ہفتم کے عیوب چھپانے کی کوشش کی ہے - مگر وہ عیوب بڑی بڑی
تاویلون اور مصنوعی دلائل سے بھی نہین چھپ سکے ہین -

اس سے بڑی تصنیف اسکے اخلاقی اس سینر (مضامین) ہین - جنکو اُسنے اپنی آخر عمر مین بہت بڑہایا اور اُسکے دو ایڈیشن شائع کیے ایک انگریزی مین اور دوسرا لاطینی مین - اُن تحریرون کے دیکھنے سے اُسکی قوت دماغی کا اندازہ ہو سکتا ہی بیکن کا یہ کمال ہی کہ خشک سے خشک مضمون بھی اُسکے ہاتھ مین جاکے دلچسپ نظر آنے لگتا ہی - کسی مصنف نے اس حیرت انگیز طریقہ سے عالم مادی کو عالم ذہن مین کھپایا ہوگا - اور مافی الخارج و معقولات ثانویہ مین ایسا ربط ثابت کیا ہوگا - ہر مضمون بطور خود خیالات کا ایک سلسلہ ہی - جو صرف ان خیالات ہی کی وجہ سے قابل قدر نہین ہی جو اُسکے پڑہنے سے دلمین پیدا ہوتے ہین بلکہ جو کچھ اُن خیالات سے اثر پڑتا ہی اُسکی وجہ سے بھی -

لارڈ بیکن دولت کی طرف سے ہمیشہ لاپروا رہا - رشوت مین اُسکو جو کچھ ملتا تہا اُسکے نوکر چاکر کہا جاتے - اب آمدنی صرف ڈہائی ہزار پونڈ پر محدود ہوگئی اور خرچ کا وہی حال رہا - الغرض بڑی عسرت سے بسر ہوتی تہی - علاقہ مکفول - اور اُسپر بہت سے قرضون کا بار - پنشن وقت پر ملتی نہین - یہانتک کہ ۱۶۲۵ع مین جیمس اول مرگیا اور اُسکے ساتھ ہی ترقی کی سب امیدین بھی دفن ہوگئین - نیا بادشاہ بھی بکنگھم کا کم تابع نہ تہا - وہ بھی بالکل بکنگھم کی راے پر چلتا تہا - چارلس اول کو ئی ایسا لایق بھی نہ تہا کہ اُس بے مثل فلسفی کی قدر کرتا - بیکن نے امداد اور اعانت کے لیے ایک درخواست دی - اُسکا کچھ جواب نہ آیا - گرفتاری سزا، موقوفی دربار - قرضداری - بدنامی - کبرسنی - اور رنج نے اُسکو بہت ضعیف کر دیا تہا آخر اس کس مپرسی کی مایوسی نے بیکن کو بیمار ڈالدیا - تبدیل آب و ہوا کی غرض سے وہ اپنے دوست ڈیوک آف ارنڈل کے مکان کو جو ہای گیٹ مین واقع تہا جا رہا تہا راستہ مین خیال آیا کہ بذریعہ برف کے جسم حیوانی سڑنے سے محفوظ رہ سکتا ہی یا نہین

اُسی طرح اُسنے اِسس علمی شہادت سے ایک اور نامور فلسفی کو یاد دلادیا جس نے پندرہ سو برس ہوئے علمی تحقیق ہی کے پیچھے اُتنا نامی کوہ آتش فشان میں نہایت بے بسی اور خوفناک حالت میں جان دی۔

سینٹ میکائل کے گرجا گھر میں جو سینٹ البنس میں واقع ہے اپنی ماں کی قبر کے پاس دفن ہوا۔ ایک سادہ سنگ مرمر کا کتابہ اور یادگار جو اسکے سکرٹری مِٹانس نے بنوا دیا تھا اُسکا نشان بتا رہا ہے۔

ہاول اپنے عجیب انداز سے بیکن کے مرنے پر یہ بیان ظاہر کرتا ہے کہ "وہ اتنا غریب مرا کہ اُسکے پاس کچھ کفن کو نہ تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسمیں اگرچہ فراست بہت کچھ تھی مگر عقلمند نہ تھا اسلیے کہ عقلمند کا فرض ہے کہ اس ضرورت شدید کا بندوبست پہلے سے کر رکھے۔ میں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ جتنے شاعر ہوتے ہیں عموماً سب کی قسمت میں محتاج مرنا لکھا تھا لیکن ایک زبان آور بارسٹر اور فلسفی کے لیے جیسا کہ وہ تھا اسطرح مرنا عجیب بات ہے۔ روشن سے روشن ہیرے میں بھی جرم ہو سکتا ہے۔ مگر مجھے یقین ہے کہ وہ دولت سے نفرت کرنے اور شدت سخاوت کی وجہ سے غریب مرا"

بیکن کی بی بی اس سے بیس برس پہلے مرچکی تھی۔ اُسنے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ اخیر خط جو بیکن نے اپنے تھرتھراتے اور کانپتے ہوئے ہاتھ سے اس دنیا میں لکھا تھا اسمیں بیان کیا تھا کہ برف والا تجربہ بہت ٹھیک اُترا۔ غنیمت ہے کہ غرض تو حاصل ہوگئی۔ اور اُسی خیال کو یاد کرکے ہم بھی بیدل کو تسلی دیتے ہیں کہ بیشک اُسنے نہایت خوشی اور کامیابی کے ساتھ جان دی ہوگی۔
اسکی تعریف پر لوگوں نے صفحہ کے صفحہ صرف کیے ہیں۔ کوئی شاعر نے اُسکو

+ ایلنہ پہاڑی۔

اپنے خیال مین (معاذاللہ) حضرت موسیٰ سے تشبیہ دی ہے۔ بیکن نے لوگونکو سمجھ۔۔۔ جم
کی بھول بھلیان مین بھٹکتے ہوئے پایا۔ اُسنے اُس دشت سے اُن سب کو رہبری کرکے نکالا۔
اور اس مقدس موعود زمین پر پہونچایا۔ اور اپنی فراست کی سر چوٹی پر سے اُنکو
وہ کنعان علم دکھایا جو اُنکے اور اُنکی اولاد کے واسطے موجود تھا۔" اس حالت مین قبر
کو اُسکے عیوب چھپا لینے دو اور محافظ ہار اُسکی راکھ پر پھولنے دو۔۔"

ہمکو بھی اسمین عذر نہین اُسکی لیاقت سے ہم نفع اُٹھاتے ہین اُسکے عیوب ہمکو
کوئی گزند نہین پہونچا سکتے۔ اُسکی ذاتی بُرائیون سے جن لوگون کو ضرر پہونچا اُنکی تعداد
اُسکے وقت مین بھی تھوڑی تھی اُس سے نفع اُٹھانے والے بہت زیادہ ہین۔ اُسکی
بُرائیان اُسکے ساتھ ختم ہوگئین اُسکی دماغی قابلیت سے لوگ ابدالآباد تک نفع اُٹھاتے رہینگے

حصہ دوم

بیکن+ کے فلسفہ کی اصل حقیقت ہمکو جسقدر معلوم ہوتی ہے اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ اُسکے نزدیک فلسفہ کی غایت بالکل نئی چیزین ہین بخلاف اُنکے جنکو اگلے فلسفیون نے اپنے نزدیک فلسفہ کی غرض قرار دیا تھا۔ اُسکے تصانیف جسقدر غور سے جانچے جائینگے۔ اُسی قدر زیادہ وضاحت کے ساتھ یہ امر ظاہر ہوگا کہ اسکے مذہب فلسفہ کی یہی اصلی حقیقت ہے۔ اور نیز اُسکی کتابون کے دیکھنے سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ جو اسباب در قدیم حکما نے قرار دیے تھے اُنکو چھوڑکر اُسنے نئے اسباب سے کام لیا ہے۔ اور اُسکی اصلی بنا یہ ہے کہ اپنی فلسفیانہ تحقیقات میں بیکن کی غایت کچھ اور تھی جو حکماے ماسبق کی غایت سے بالکل جداگانہ تھی۔

وہ کون سی غایت تھی جسکو بیکن نے اپنے لیے تجویز کیا تھا؟ اُس غایت کو خود اُسنے اپنی پرزور عبارت مین کچھ خوب بتایا ہے کہ "ہر کام کا ثمرہ انسان کی خوشیون کو المضاعف کرنا اور انسان کے صدمات کو گھٹانا" اُسکی تمام تجویزون در اُسکے تمام خیالون کا نتیجہ یہی تھا۔ عام اس سے کہ وہ کسی فن مین بحث کر رہا ہو۔ فلسفۂ طبعی مین۔ قانون مین۔ تمدن مین۔ اخلاق مین غرض اُسے جہان پاؤگے اسی دھن مین اور اسی اُدھیڑبُن

+ از میکالے ساس سیز جلد اول صفحہ ۳۸۹۔

مین پاؤگے۔

دو لفظ گویا بیکن کی تعلیم کی کنجی ہین - افادہ اور ترقی - فلسفۂ قدیم مفید ہونے
سے اِبا کرتا تھا اور ایک حالت پر قائم رہنے پر قناعت کرتا تھا - اسمین بیہودہ تزکیۂ اخلاقی
کی بحثین ہوتی تھین - جو اسقدر لطیف و دقیق تھین جنکو کبھی خیالات کی دنیا سے باہر نکلنے کی
نوبت نہ آتی تھی - عقدہ ہای لاینحل حل کرنا - ناقابل حصول حالت دماغ کے حاصل کرنے کی
کوشش - الغرض وہ فلسفہ نوع انسان کی آسایش کے کامون مین پھنسکر اپنے آپ کو ذلیل کرنا
نہین چاہتا تھا - فلسفۂ قدیم کے تمام مدارس ان کامون کو ذلت کا کام سمجھتے - بعض متعلق
بر اخلاق تصور کیا تھا - ایک مرتبہ سسیرو اور سینیکا کے زمانہ کا ایک نامی مصنف پوسیڈونیس
نے اُن اونچے نعمتون مین جو انسان کو علم حکمت سے حاصل ہوئی ہین محراب بنانے کے اصول دریافت
ہونے اور دہاتون کے استعمال کی ایجاد کو بھی گن لیا تھا - بے شک اپنے عہد کی مناسبت سے
شاید وہ مدہوش ہو گیا کہ علم فلسفہ و حکمت کی تعریف کو اُس نے اسقدر عام کر دیا - اُسکا یہ قول
تمام مہذب سوسائیٹیون مین ایک بہت بڑا طنز و طعن سمجھا گیا اور سب نے بہت بُرا مانا - اس
ہتک آمیز تعریف کو سینیکا حکیم نے نہایت بُرا سمجھا - اور وہ اپنی ناراضی بہت ہی سخت الفاظ
مین ظاہر کرتا ہے کہ میرے نزدیک سایہ مین بیٹھنے کے لیے لداؤ کی چھتین بنانے سے فلسفہ کو کوئی تعلق
نہین - سچے حکیم کو اِس سے کچھ علاقہ نہین کہ اُسکی چھت لداؤ کی ہو یا کسی اور طرح کی ہو - فلسفہ کو
معدنیات کا استعمال سکھانے سے بھی کوئی علاقہ نہین - وہ تو تمامی مادی اشیا اور تمام مصنوعی
تمدنات سے آزاد رہنے کی تعلیم کرتا ہے - عقلمند آدمی بجاے اپنی نوع کے لیے جسمانی آسایشین بنانے
کے قانون قدرت کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے - اُسکے بعد سینیکا افسوس کے ساتھ لکھتا ہے کہ میری
قسمت کا قرعہ اس سبب سے اچھے زمانہ مین کیون نہ پڑا جب انسان سردی سے بچنے کے لیے سوا وحشی

اور پائون کی کھال کے کوئی پوشاک نہ رکھتے تھے اور تمازتِ آفتاب سے بچنے کے لیے سوا غار کے
کوئی مامن نہ پاتے تھے۔ ایسے عالی خیال فلسفی شخص کیطرف ہل، جہاز، یا کسی کل کے ایجاد
یا اصلاح و ترمیم کو منسوب کرنا در اصل اُسکو گالی دینا ہی۔ سنیکا پھر بیان کرتا ہی کہ "میرے
ہی زمانہ مین ایجادین ہوئی ہین۔ شفاف شیشہ کی کھڑکیان۔ مکان کے ہر حصہ مین برابر گرمی
پہونچانے والے نل۔ مختصر خط جو ایسے درجۂ کمال کو پہونچایا گیا ہی کہ ایک محرر بہت ہی تیز بولنے
والے اسپیکر کا ساتھ دے سکتا ہی۔ مگر سچ یہ ہی کہ ایسی چیزون کی ایجاد کی محنت برداشت کرنا
بہت ہی ادنے درجہ کے غلامونکا کام ہی۔ فلسفہ کا مقام اس سے بہت دور ہی۔ یہ فلسفہ کا کام
نہین ہی کہ آدمیون کو اپنے ہاتھون سے کام نکالنا سکھائے۔ اُسکی تعلیم کا منشا اصلاحِ روح
ہی" شاید لوگ کہین گے کہ "پہلا موچی ایک فلسفی تھا" ہم اپنی طرف سے کہ سکتے ہین کہ اگر ہم اس امر
پر مجبور کیے جائین کہ پہلے موچی اور غصہ کی ماہیت پر تین کتابون کے مصنف ان دو مین سے
ایک کو پسند کرین تو ہم موچی کو بتائین گے۔ ممکن ہی کہ غصہ بھیگ جانے کے بہ نسبت زیادہ برا
ہو۔ لیکن جوتون نے لاکھون کو بھیگنے سے بچایا ہی اور ہمکو یہ آج تک تحقیق کے ساتھ نہین
معلوم ہوا کہ سنیکا نے کبھی بھی کسی متنفس کو غصہ سے باز رکھا ہی۔

سنیکا سے بڑے ہی جبر و قہر کے بعد یہ بات تسلیم کرائی جا سکتی ہی کہ کسی فلسفی نے
کبھی کسی ایسی چیز کی طرف ذرا بھی توجہ مبذول کی ہی جس سے اُس چیز کی ترقی ممکن ہو جسکو عام
لوگ انسان کی بہبودی تصور کرتے ہین۔ وہ دیمقراطیس کو پہلے محراب بنانے کی مبتذل
تہمت سے بچانے کے لیے اور اناکارسس کو کمہار کا چاک ایجاد کرنے کے الزام سے بری
کرنے کے واسطے بڑی مشقت اٹھاتا ہی۔ اور آخر اوسے مجبوراً قبول کرنا پڑا کہ یہ بات اتفاقیہ
ہو گئی ہو گی جسطرح یہ بھی ممکن ہی کہ کسی فلسفی کو دوڑنے کی خوب مشق ہو مگر یہ کمالات کو وہ

دوڑ نے مین بازی لیجائے یا کوئی کل ایجاد کرے اُسکی حکمت کا جزو نہین ہے۔ نہین ہرگز نہین
فلسفی کا یہ کام تھا کہ افلاس کی تعریف کرے باوجودیکہ خود اُسکے بیس لاکھ پونڈ سود پر چلے
ہوئے ہون۔ عیش و عشرت اور حظائظ نفسانی کی بُرائیون پر نازک خیالیان ظاہر کرے ایسے
باغون مین بیٹھکے جن پر بادشاہون کو بھی رشک آتا ہو۔ آزادی آزادی بکتا پھرے اور
اُسکے ساتھ ایک ظالم و متکبر بادشاہ کے درباریون کی خوشامد بھی کرتا جائے نیکوکاری
اور صلاحیت کی اُسی قلم سے تعریف لکھے جس سے ابھی ایک بیٹے کا مان کو مارڈالنا حق ثابت
کرچکا ہو۔

ایسے نامعقول فلسفہ سے جسکو اپنے غیر مفید ہونے پر فخر ہو مُنہ پھیرکے اس سچے
انگریزی اُستاد کی تعلیمون کی طرف متوجہ ہونا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اپنی نوع کی محبت
جو بیکن کے تصانیف کی جڑ ہے اور شاندار انکسار اور یہ عقیدہ کہ کوئی چیز وہ کیسی ہی ذلیل
کیون نہو اگر انسان کو اُس سے نفع پہونچ سکتا ہے تو فلسفی کو اُسکی طرف ضرور توجہ کرنا چاہیے
یہ سب خیالات بیکن کے فلسفہ کی جان ہین۔ بیکن کے تمام تصانیف مین ہمکو یہ اصول نظر
آتے ہین۔ عام اس سے کہ انکو تعلق طبعیات سے ہو۔ یا اخلاق سے یا قانون سے۔ اور ہم
خیال کرتے ہین کہ اس خاصیت سے تمام خصائص اسکے طریقہ کے بلاواسطہ اور ضروری طور پر
پیدا ہوے ہین۔ وہ عقیدہ جو سنیکا کی مذکورہ عبارت سے معلوم ہوتا ہے اسکا رنگ سقراط کے
زمانے سے لیکر تمام قدیم فلسفیون پر جما ہوا تھا اور اُن دماغون پر چھایا ہوا تھا جنکے سامنے
سنیکا کے دماغ کی کوئی ہستی نہ تھی۔ افلاطون کے مکالمون مین اُسی کی بو پائی جاتی ہے۔
ارسطاطالیس کی تصانیف مین اُسی کا سُراغ صاف صاف ملتا ہے۔ بیکن نے کنایۃً لکھدیا ہے کہ
میری رائے مین ان خیالات کا رواج زیادہ تر سقراط کے اثر کی جانب منسوب کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے

کہ اس انقلاب عظیم کو جو سقراط نے فلسفہ مین پیدا کر دیا تھا۔ بیکن کوئی اچھی بات نہین خیال
کرتا تھا اور ہمیشہ اس رای پر قائم رہا کہ قدیم حکماے یونان علی الخصوص دیمقراطیس اپنے جانشین
خلفا سے من کل الوجوہ بڑھے ہوے تھے۔

وہ درخت جسکو سقراط نے لگایا تھا اور افلاطون نے جسکی آبرسانی کی تھی اگر اُسکے
پھول اور پتون سے اُسکا اندازہ کیا جا سکتا ہے تو یقیناً وہ نہایت ہی عمدہ درخت ہے
لیکن اگر ہم اُسکو بیکن کی کھری کسوٹی پر پرکھین اگر ہم درخت کا اندازہ اُسکے پھلون سے
کرین تو شاید ہماری راے اُسکی نسبت اچھی نہوگی۔ وہ تمام فوائد جنکے واسطے ہم اس فلسفہ کے
ممنون ہین اگر ہم ان سب کو جمع کرین تو وہ کتنے نکلین گے؟ بیشک ہمکو اس امر کا کافی ثبوت
ملتا ہے کہ اوسکے رواج دینے والون مین سے بعض بہت بڑی دماغی قابلیت کے لوگ تھے
ہم اُنکے تصانیف مین فصاحت و بلاغت کے بیمثل نمونہ پاتے ہین۔ اسمین شبہ نہین کہ قدیم مناظرہ
سے اس امر مین بہت فائدہ ہوا کہ ناظرین کے ذہن کو مشق حاصل ہوگئی۔ اسلیے کہ کوئی مناظرہ
اتنا بیہودہ نہین ہوتا کہ اس سے اس قسم کا فائدہ بھی نہ حاصل ہو۔ لیکن جب ہم اس سے کچھہ
زیادہ ڈھونڈھتے ہین۔ اور کسی ایسی شے کو تلاش کرتے ہین جو بنی آدم کی آسایشون کو ترقی
دیتی ہو یا اُنکی مصیبتون کو گھٹاتی ہو تو ہمکو مجبوراً اپنی مایوسی کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اور ہم
بیکن کا ساتھہ دینے اور یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہین کہ اُس مشہور فلسفہ سے مباحثہ کے سوا اور
کچھہ نہ حاصل ہوا اور صاف اقرار کرتے بنتا ہے کہ نہ وہ تاکستان تھا نہ تختۂ زیتون بلکہ خاردار
جھاڑیون اور اونٹ کٹارے کا ایک جنگل تھا جسمین کوئی بھٹک کے نکل گیا کھوکھچون کے
سوا کھانے کی کوئی چیز نہ لا سکا۔

یہ ہم تسلیم کرتے ہین کہ اس بے نتیجہ حکمت کے اکثر معلم دنیا کے بہت بڑے اور

نامور اشخاص گذرے ہین - بیکن نے جو الزام فلسفۂ قدیم پر لگائے ہین اگر ہم انکی صحت کو تسلیم کرتے ہین تو اُسی قسم کے افسوس کے ساتھ تسلیم کرتے ہین جس قسم کا افسوس ڈینٹ کو ان مشہور کافرون کے حال پر ہوا تھا جنکی نسبت اُسنے سُنا تھا کہ وہ جہنم کے اول طبقہ مین بھیجے جاینگے -

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگلے فلسفیون کی جو عظمت ہمارے دل مین ہے خود وہی جبرًا اسکا اعتراف کراتی ہے کہ اُنھون نے اپنی قوتین غلط راہ مین صرف کردین - ورنہ یہ نہ ہوتا کہ یہ سکتا تھا کہ الٰہی دماغی قوتین اور انسان کے واسطے کچھ نہ کرسکین - ایک پاپیادہ چلنے والا شخص اتنی ہی قوت جسمانی ایک ڈھیکلی پر دکھا سکتا ہے جتنی وہ سڑک پر چلنے مین دکھاتا ہے - لیکن فرق اتنا ہے کہ سڑک پر اسکی قوت یقینًا اُسکو آگے لیجائیگی اور ڈھیکلی پر رہنے کی صورت مین وہ ایک انچ بھی آگے نہ بڑھیگا - قدیم فلسفہ ڈھیکلی تھا سڑک نہ تھی - وہ دور و تسلسل کے مسائل سے مرکب تھا - اور اُس مین ایسے مسائل تھے جنکو ہزار ترقی دلائی جائے مگر جب بحث کی جاتی تھی پھر از سرنو شروع ہوجاتی تھی - وہ ایک ایسی حکمت تھی جسمین محنت تو بہت ہو مگر ترقی کا نام تک نہ آنے پائے - یہ سوالات کہ "سب سے بہتر کون شے ہے؟" "آیا درد کا شمار برائیون مین ہے؟" "آیا تقدیر ہر شے کے ساتھ وابستہ ہے؟" "آیا ہمکو کسی چیز کا یقین کامل ہوسکتا ہے؟" "آیا ہمکو اس امر کا یقین ہوسکتا ہے کہ ہمکو کسی شے کا یقین ہے؟" "آیا ہر قسم کی بجز دہی یکسان معیوب ہے؟" اور اسی قسم کے اور سوالات صدیون تک مہذب دنیا کے لائق سے لائق نامور ملکی دماغون مین بھرے رہے اور اُنکے قلم اور زبان سے جاری رہے - ظاہر ہے کہ اس قسم کا فلسفہ ترقی نہین کرسکتا تھا - جن لوگون نے اپنے آپ کو اُسکی طرف مصروف کیا اُنکے ذہن کو وہ بے شک تیز اور قوی کرسکتا تھا - مگر یہ فائدہ تو اُس مناظرہ سے بھی حاصل ہوسکتا تھا جو وینڈار [illegible] الیپٹ+ والون

+ سوئفٹ صاحب نے یہ خیالی شہر آباد کیے ہین انکا ذکر انکی مشہور و مقبول کتاب گلیورس ٹریولس مین ہے -

اور بحق بلیفکیو ڈیا والون مین انڈے کے موٹے اور پتلے سرے کے بابت ہوا تھا۔ یہ ظاہر ہے کہ
ایسے مباحثون سے علم کے ذخیرہ مین کچھ نہین جمع ہو سکتا اسوجہ سے ذہن انسانی بجائے آگے بڑھنے
کے ایک ہی جگہ بیٹھا گویا تال سُر پر پاؤن کو جنبش دیتا رہا۔ محنت تو اُس سے اتنی ہی لی گئی جتنی
اُسکو آگے لیجانے کے لیے بھی کافی ہوتی مگر باوجود اُس محنت کے وہ ایک ہی جگہ قائم رہا۔ نہ کچھ
سامان جمع ہوا۔ نہ ایک پشت کی محنت سے دوسری پشت کو کسی قسم کا نفع پہونچا۔ تاکہ بعد
والے اُس مین کچھ اور اضافہ کرکے پھر تیسری پشت کے لیے چھوڑ جاتے۔ برخلاف اُسکے وہ
فلسفۂ قدیم جس مقام پر سقراط کے زمانہ مین تھا اُسی مقام پر سنیکا کے زمانہ مین بھی تھا اور رومین
اُسمین فیورینس بھی پایا۔ وہی مذاہب جنکو صرف مجردات اور امور عامہ سے تعلق تھا اُسوقت
تمام متنازعہ مسائل کی بابت اُسی قسم کے بیہودہ دلائل سے لڑ رہے تھے۔ ذہانت۔ سرگرمی۔ اور
محنت کی کچھ کمی نہ تھی۔ دماغی تربیت کے سب آثار موجود تھے فقط پیداوار کچھ نہ تھی۔ گویا
ہل بھی چلائے گئے۔ زمین سرائی بھی گئی۔ تخم پاشی بھی ہوئی۔ کھیت نکالے بھی گئے۔ کٹائی
پیمائی بھی ہوئی لیکن کھیتون مین صرف تنکے اور بھوسہ تھا۔

متقدمین فلسفی علوم طبعی سے غافل نہ تھے مگر اُنھون نے اُسکی تحصیل اسواسطے نہین
کی تھی کہ اُنھین منظور نہ تھا کہ اُنکی قدرت کو بڑھائین اور انسان کی حالت سنبھالین۔ بلکہ یہ اُنکا
داغ فلسفۂ اخلاقی سے فلسفۂ طبعی تک متعدی ہو گیا تھا۔ سنیکا نے علم طبعیات پر بہت کچھ
لکھا اور اُسکی تعلیم کی ضرورت بہت مبالغہ کے ساتھ بیان کی ہے مگر کس غرض سے؟
اسلیے نہین کہ اس سے انسانی مصائب مین کمی ہو جاتی ہے۔ زندگی کی آسایشین دونی ہو جاتی
ہین۔ انسان کی حکومت عالم مادی پر بڑھ جاتی ہے۔ بلکہ صرف اس غرض سے کہ اُسکے ذریعہ
سے انسان کا دل ادنی تفکرات سے ہٹ جاتا ہے۔ جوہر کو مادہ سے الگ کر دیتا ہے۔

اور دقیق سے دقیق مسائل حل کرنے مین مدد دیتا ہی- لہذا فلسفہ طبیعی گویا ذاتی مشق کا ایک آلہ تصور کیا جاتا ہی- دونون مناظرہ کے تابع کردیا گیا تھا- اور اسیوجہ سے یہ مفید قسم کی تحقیقات مین بالکل بانجھ ثابت ہوا-

بہرصورت عہد قدیم مین بھی ایک فرقہ ایسا تھا جسکے بعض مسائل اگرچہ بیہودہ اور مضر بھی کیون نہ خیال کیے جائین مگر معلوم ہوگا کہ وہ اس عام الزام سے جو بیکن نے قدیم مدارس فلسفہ پر قائم کیا ہی مستثنے ہونے کی قابلیت رکھتا تھا- فرقہ اپیکیورین جو تمام خوشیون کو حسّ جسمانی اور تمام برائیون کو جسمانی تکلیف پر محمول کرتا ہی اُس سے یہ امید کیجا سکتی تھی کہ اپنی اور اپنے پڑوسیون کی جسمانی حالت درست کرنے کی کوشش کریگا- لیکن اُسکے ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ اس فرقہ مین سے کسی شخص کے خیال مین کبھی یہ بات نہ آئی- ان کا خیال جیسا کہ اُنکے بڑے شاعر نے بیان کیا ہی یہ تھا کہ اُن فنون مین جو زندگی کو راحت پہونچاتے ہین اب زیادہ ترقی کی امید نہین کیجا سکتی- یہ صابرانہ مایوسی یعنے جو کچھ ہوچکا ہی اُسکی تعریف کرنا اور نا امید ہوجانا کہ جو کچھ ہوچکا ہی اب اس سے زیادہ نہوگا اُن تمام مدارس فلسفہ کا خاصہ تھا جو بانتیجہ اور ترقی کا سبق دینے والے پچھلے مدرسون سے پیشتر گذرے ہین- باوجود اُس زمین و آسمان کے فرق کے جو فرقہ اپیکیورین اور سٹوائک[II] کے اکثر مسائل مین ہی ایک امر مین یہ دونون فرقے متفق نظر آتے ہین- یعنی مفید ہونے کے ذلیل کام سے دونون کو نفرت ہی- دونون کا فلسفہ ایک بکی بکی تقریر یہ- شیخی مارنے والا اور جھگڑالو فلسفہ تھا- یہ دونون صدیون تک اپنی نیکی اور خوشی پر رجز خوانیان کرتے رہے اور آخر یہ معلوم ہوا کہ نہ اپیکیورین نے کچھ خوشی مین ترقی کی نہ سٹوائک نے کچھ نیکی کے خزانہ مین جمع کیا-

II اسکا بانی زینو تھا-

پانچوین صدی کے تین دین مسیحی بت پرستی پر غالب آگیا تھا اور بت پرستی نے مذہب عیسوی کو خراب کر ڈالا تھا۔ کلیسیا اُسوقت فاتح مگر گمراہ ہو گیا تھا۔ پنتھین + کے رسوم اُسکی عبادت مین داخل ہو گئے تھے۔ اور اکاڈیمی + کی باریکیون نے اُسکے عقائد مین جگہ پائی تھی۔ اس موقع پر ہم بیکن ہی کے الفاظ نقل کرتے ہین۔ وہ کہتا ہی "یہ بڑا منحوس دن تھا اگرچہ بڑی شان و شوکت سے ظاہر ہوا۔ اور وہ نہایت ہی بدبخت دوستی تھی جو پرانے فلسفہ اور نئے مذہب مین نمایان ہوئی تھی۔ یونان کے پچھلے سچے فلسفیون نے جن مسائل پر بحث کی اگرچہ وہ اُن مسائل سے جنپر پہوا اور کارنیاڈس نے طبع آزمائی کی تھی بالکل جُدا اور نئے قسم کے تھے مگر بالکل ویسے ہی دقیق ویسے ہی غیر متناہی اور ویسے ہی غیر مفید سوالون سے لبریز تھے۔ جب مغرب مین دوبارہ اشاعت علوم ہونے لگی تب اسی قسم کے لغویات اسکول مین + کے تیز اور قوی دماغون مین بھرے ہوئے تھے۔ پھر وہی ہوا کارہ کتنا اور ریگول کو تھامنا۔ انسان کی حالت درست کرنے کا بڑا کام اب تک عالم کی توجہ کے قابل نہین سمجھا جاتا تھا۔ جو لوگ اس قسم کے کام اپنے سر لیتے تھے اگر اُنکا کام آسانی سے سمجھ مین آگیا تو وہ ذلیل اہل حرفہ سمجھے جاتے اور اگر سمجھ مین نہ آیا تو اُنکو اپنی جان کے لالے پڑ گئے کہ کہین جادوگر سمجھکے جلا نڈالے جائین۔

ذہن انسانی کی کجروی کا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہی کہ وہ دو بڑے واقعہ جو قرون متوسطہ مین ہوئے تھے یعنے بارود اور چھاپہ کی ایجاد اُن دونون کی ایجاد کی تاریخ نہین معلوم ہی۔ موجدون کا پتہ نہین۔ اسکی وجہ یہ نہین ہی کہ لوگ اس شدت سے وحشی

+ ایک مندر روم کا جو تمام دیوتاؤن پر وقف تھا۔

+ افلاطون کا فلسفہ۔

+ ازمنہ متوسطہ کے فلسفی۔ اُنکو ہم اپنے متکلمین سے مطابقت دیسکتے ہین۔

اور جاہل تھے کہ دماغی برتری کی قدر و قیمت نہین جانتے تھے - بارود کا موجد پٹرارک اور بکیشیو کا ہمعصر
معلوم ہوتا ہے - چھاپہ کا موجد یقیناً نکولس پنجم کا سموڈی ٹریچی وغیرہ مشاہیر علما کا ہمعصر تھا - لیکن
ذہن انسانی مین وہ کمبخت کبھی اسوقت تک باقی تھی جو دو ہزار برس قبل تھی - جیاج آف ٹریبزانڈ
اور مارسیلیو فسکینو کبھی آسانی سے نہ مانتے کہ چھاپہ کے موجد نے بنی آدم کے واسطے اُن سے
یا اُن قدیم مصنفین سے کچھ زیادہ کیا جنکے وہ پرجوش مرید تھے -

آخر وہ وقت آگیا جبکہ اُس قدیم فلسفہ کی قسمت مین زوال لکھا تھا جسنے اتنی نسلون
تک بڑے بڑے لائق لوگون کے قواے ذہنی کو اپنی جانب مشغول رکھا تھا - اُسنے بہت سی
صورتین بدلی تھین - بہت سے مذہبون مین مل گیا تھا - بہت سے ایسے انقلابات عظیم
جھیل گیا تھا جن مین سلطنتین - مذاہب - زبانین - قومین سب مٹ گئی تھین - وہ جب
اپنی پرانی حکومت سے بیدخل کردیا گیا تو اُسنے اس گرجہ مین پناہ لی جیسے اُسنے ستایا تھا -
شاعر کے دلیر شیطان کی طرح اُسنے بھی "عرش رب کے برابر (اپنا تخت بچھایا) اور
اپنی ظلمت سے اُسکے نور کی بیحرمتی کرنے کی جراُت کی" -

سائٹھ پشتون کے بڑے بڑے مشہور حکما کی محنت کا نتیجہ صرف الفاظ ہی الفاظ تھے
مگر اب جاکے اس بے انتہا بے ثمری کے دن پورے ہوئے -

پبلک کے ذہن کو تغیر کی طرف مائل کرنے کے باعث بہت سے اسباب ہوے - قدیم
مصنفون کی طرح طرح کی تحریرون کا مطالعہ اگرچہ فلسفیانہ تحقیقات کو سیدھے ڈھرے پر
نہین لایا تاہم اُسنے اس بارے مین یہ بہت بڑی بات کی کہ سند کی عامیانہ تعظیم کو جو اُس زمانہ مین
جبکہ ارسطاطالیس کا سکہ بیٹھا ہوا تھا اول سے آخر تک جاری رہی بالکل مٹا دیا - افلاطونی فرقہ

+ جان ملٹن -

ظہور شائن کا پیدا ہوتا جسمین پندرہوین صدی کے بعض بہت بڑے بڑے ہین لوگ شامل تھے
کوئی غیر ضروری واقعہ تھا - حقیقت مین صرف اتنے تغیر سے کہ فلسفۂ اشاقی کو شکست دیکے
فلسفۂ شائی مروج ہو کوئی فائدہ نہ حاصل ہوتا - گراندھی تقلید سے ہر چیز بہتر تھی
یا ان الفاظ مین کہا جائے کہ ایک ظالم بادشاہ ہی منتخب کیا گر منتخب تو کیا - بقول گبن کے
"ان متضاد اطاعتون کی رگڑ سے آزادی کی ایک چنگاری پیدا ہوگئی"-

دوسرے اسباب بھی بیان کیے جاسکتے ہین - مگر فلسفہ کی اصلاح کے بابت ہم سب سے
زیادہ مذہب کے ممنون ہین جسکی وجہ سے بہت بڑی اصلاح ہوئی - مرتون مدارس اور
وشکیین مین ایسی گہری دوستی رہی کہ جن لوگون نے پوپ روم کی پیروی چھوڑی وہ فلسفہ
کے بھی تابع نہ رہ سکے - اس نئے طریقے کے اکثر فلسفی ارسطاطالیس کی تعلیمات کی اہانت
کرتے ہین اور ارسطاطالیس کو اسطرح یاد کرتے ہین کہ گویا وہ طامس اکوئناس کی تعلیمون
کا جوابدہ تھا - مذہب کے ریفارمر سوا اس عبارت کے جسمین سینٹ پال نے کولوسیا
والون کو فہمائیش کی ہو کہ اپنے تئین فلسفہ سے خراب نکرو اور کوئی عبارت سند مین مشکل سے
لاتے ہین - لوتھر نے تو اپنے ابتداے زمانہ مین یہانتک کہدیا تھا کہ کوئی شخص مدرسۂ
ارسطاطالیس اور مدرسۂ مسیح دونون مین پورا لائق نہین ہوسکتا - ژونگل - بوسر
پیٹر مارٹایر - اور کیلون کے بھی قریب قریب یہی اقوال تھے - اسکاٹلینڈ کی بعض یونیورسٹیون
مین فلسفۂ ارسطاطالیس کے مقام پر رامس کا فلسفہ جاری کیا گیا - اس طرح سے بیکن کی
پیدائش کے پہلے ہی فلسفۂ یونان کی سلطنت کی جڑ ہل چکی تھی - علمی دنیا مین ایک ویسی ہی ہل
چل مچی ہوئی تھی جس طرح سے کہ پولیٹکل دنیا مین اکثر کسی بہت قدیم سلطنت کے انتزاع کے
بعد ہوا کرتا ہے - قدامت - رواج - اور بڑے بڑے واجب التعظیم نامون کی عظمت لوگون کے

کہ اپنی آزادی کو کیونکر کام مین لائین - وہ اپنی طبعزاد رفتار مین کسی ٹھیک راستہ پر نہین
چلتے تھے - اور نہ اُنھین کوئی سردار اس لائق ملا تھا کہ اُنھین ٹھیک راہ پر چلائے -

آخر وہ سردار جسکی ضرورت تھی پیدا ہوا - وہ فلسفہ جو اُسنے سکھایا بالکل نیا تھا
یہ فلسفہ جدید مشہور - قدیم معلمین کے فلسفہ سے صرف اصول اور طریقہ ہی مین نہین بلکہ باعتبار
مقصود و موضوع بھی مخالف تھا - اُسکا مقصد انسان کی بھلائی تھی - اور بھلائی بھی
اُن معنون مین جن معنون مین عوام الناس "بھلائی" کے لفظ کو استعمال کیا کرتے ہین
اور ہمیشہ استعمال [illegible] گے -

بیکن کے فلسفہ اور اُس سے پیشتر والون کے فلسفہ کا فرق اگر ہم بیان کرنا
چاہین تو اس سے زیادہ توضیح کے ساتھ اور کسی طرح نہین معلوم ہو سکتا کہ بعض مضا
مضامین مین بیکن کی راے کا افلاطون کی راے سے مقابلہ کرین - افلاطون کو ہم
اسوجہ سے منتخب کرتے ہین کہ ہمارا خیال ہے کہ وہ اور فلسفیون سے زیادہ اُن خیالات کا
باعث ہوا ہے جو اُس آخر مدت تک باقی ہے - جبکہ بیکن نے آکر اُنھین دوسری طرف متوجہ کیا
دیکھنے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ کس قدر مخالف نگاہ سے اُن دونون نامور
اشخاص نے ہر علم کی قیمت کا اندازہ کیا ہے - مثلاً علم حساب کو لو - افلاطون اُن آسانیون
کا جو روزمرہ کے حساب کتاب مین ہوتی ہین کچھ یونہین سا ذکر کرکے اُس فائدہ کی طرف متوجہ
ہوتا ہے جو اُسکے نزدیک بہت زیادہ ضروری ہے - حقائق اعداد کے علم سے وہ بحث
کرتے کرتے ذہن کو صدق خالص پر غور کرنے کا عادی بنا دیتا ہے اور ہماری توجہ کو
عالم مادی کی جانب سے ہٹا دیتا ہے - وہ اپنے شاگردون کو جو اُس علم کی طرف متوجہ
ہونے کی تاکید کرتا ہے تو اس لیے نہین کہ وہ لین دین کے قابل ہو جائین یا اُسنین کا [illegible]

یا بساطی بننے کی قابلیت پیدا ہو بلکہ اس غرض سے کہ انکا دل اس مرئی اور محسوس دنیا کے
ہمیشہ بدلنے والے منظر سے ہٹ جائے اور غیر متغیر جوہر اشیا کا دہیان بندہے۔
برخلاف اسکے بیکن اس علم کی اسلیے قدر کرتا تھا کہ وہ اسی مرئی اور محسوس
دنیا مین مفید ہی جس سے افلاطون کو بالکل نفرت تھی۔ وہ فلسفۂ افلاطون کے پچھلے
مقلدون کے اسراری علم حساب کا ذکر بہت حقارت کے الفاظ مین کرتا ہی اور افسوس کرتا ہی کہ طبع
انسانی نے اپنے قواے دماغی کو جنکو پوری محنت کے ساتھ محسوس فوائد عالم کے حاصل کرنے
مین صرف کرنا چاہیے تھا محض رازجوئی مین خرچ کردیا۔ وہ حساب دانون کو نصیحت کرتا ہی کہ
ان لغویات کو چھوڑ دین اور آسان آسان قواعد ایجاد کرنے کی طرف متوجہ ہون جنسے
طبیعیات کی تحقیق مین فائدہ پہونچ سکے۔
وہی وجوہات جنھون نے افلاطون سے علم حساب سیکھنے کی تاکید کرائی تھی وہی
علم تعلیم علم ہندسہ کی تاکید کے بھی باعث ہوے۔ وہ کہتا ہی "عام ہندسین میرا مطلب ہرگز نہ
سمجھینگے۔ اسلیے کہ مشق ہمیشہ انکے پیش نظر رہا کرتی ہی۔ لیکن وہ یہ نہین جانتے کہ اس علم
کا اصلی فائدہ یہ ہی کہ وہ انسان کو مجرد۔ موجود بالذات۔ لایزال صدق کی ماہیت دریافت
کرنے کی طرف مائل کرتا ہی"۔ واقعی اگر ہم پلوٹارک کا اعتبار کرین تو افلاطون کے خیالات اس
بارے مین اس حد تک بڑھے ہوے تھے کہ اسکے نزدیک علم ہندسہ کی ذلت ہوجاتی ہی اگر
اس سے کوئی بکار آمد کام نکالا جائے۔ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ارکیطاس نے علم ہندسہ کے
اصول پر غیر معمولی طاقت کی کلین بنائی تھین۔ افلاطون نے اپنے اس دوست سے شکایت
کی اور کہا کہ "یہ تو ایک شریف دماغی مشق کو پیشہ مین ڈالکر ذلیل کرنا ہی جو صرف بڑھئی اور
لوہارون ہی پر خوب پھبتا ہی۔ اور یہ بھی کہا کہ علم ہندسہ کا کام دماغ کو تربیت دینا ہی

جسم کی ذلیل خواہشون کو پورا کرنا - اس تجویز کو کامیابی ہوئی - اور پلوٹارک کے بیان کے
مطابق "اُسی وقت سے علم جرثقیل ایک فلسفی کے لیے نا قابل توجہ خیال کیا جانے لگا"

اسی زمانے کے قریب ارشمیدس بھی ارکیٹاس کے نقش قدم پر چلا بلکہ اُس سے
فوق لے گیا - لیکن اس مروجہ رائے سے وہ بھی آزاد نہ تھا کہ علم ہندسہ کو کسی مفید شی کی
ایجاد مین استعمال کرنے سے اُسکی تحقیر ہوجاتی ہی - ارشمیدس خیال کی دنیا سے نکل کے
بڑی مشکلون سے عمل کیطرف متوجہ ہوا تھا - وہ اپنی اُن ایجادون کا خیال کر کے جنپر مخالف
قومون کو حیرت ہوتی تھی نہایت شرمندہ ہوجاتا تھا - اور اُنکا ذکر ہمیشہ حقارت سے
کرتا تھا - گویا اس قسم کے کام شغل بیکاری تھے جن کی طرف متوجہ ہوکے ایک مہندس اپنے
علم کے اعلے مسائل پر غور و فکر کرنے کی محنت سے تھک کر اپنے ذہن کو آرام دیسکتا تھا

اس مضمون پر بھی بیکن کی رائے قدیم فلسفیون کی رائے کے خلاف تھی - وہ
جو علم ہندسہ کی قدر کرتا ہی تو خاصکر انھین فوائد کی وجہ سے جو افلاطون کو ایسے ذلیل
نظر آتے تھے - اور یہ امر بھی قابل غور ہی کہ بیکن کی یہ رائے اُسکے سن کے ساتھ برابر ترقی
کرتی گئی - سنہ ۱۶۰۵ء مین اُسنے اپنی کتاب "ترقی علم" کے دو ابواب لکھے تھے اس کتاب
مین اُسنے ان فوائد کو بیان کیا ہی جو انسان کو "مکسڈ میتھمیٹکس" یعنی فنون ریاضی کی باہمی
ترکیب و ترتیب سے حاصل ہوتے ہین - لیکن ساتھ ہی اسکے اُسنے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہ مفید
اثر جو ریاضی پڑھنے سے دماغ پر پڑتا ہی اگرچہ ایک ضمنی فائدہ ہی مگر "اس مقصود بالذات فائدہ
سے کچھ کم نہین ہی" لیکن اسکے بعد اسکے خیالات مین تغیر واقع ہوگیا تھا - جب قریب بیس
برس کے بعد اُسنے "ڈی آگمنٹس" شائع کی - جو ہی پہلی کتاب "ترقی علم" تھی جسے اب نظر ثانی
کرکے بہت بڑھا دیا تھا اس کتاب مین اُسنے ریاضی کی بحث مین اپنے خیالات بہت بدل دیے -

اُسنے ریاضی دانون کے بڑے بڑے دعوون پر سخت حملہ کیا ہے - اس علم کی غایت بہبودیِ
انسان فرض کرکے اُسنے فیصلا کر دیا ہے کہ علم ہندسہ کو اس سے زیادہ مرتبہ کا حق نہین حاصل
ہے کہ وہ دیگر علوم کا مددگار ہے - وہ بیان کرتا ہے کہ ریاضی فلسفۂ طبعی کی خواص ہے اسکو اپنی
اسی صد پر رہنا چاہیے - پھر وہ اسی ریاضی کی نسبت لکھتا ہے کہ مین نہین خیال کرسکتا کہ کس
نامبارک اتفاق سے وہ اپنے آقا پر سبقت کا حق ثابت کرتی ہے - وہ پیشین گوئی کرتا ہے اور
ایسی پیشین گوئی جسکو سُنکے غالبًا افلاطون کانپ اوٹھتا کہ طبعیات مین جتنی زیادہ
تحقیقاتین ہوتی جائینگی اُتنی ہی زیادہ شاخین ریاضی مرکب کی پیدا ہوتی
جائینگی - اُس فائدۂ عظمیٰ کے بابت جسکو بیس برس قبل
اُسنے اتنا اعلی رتبہ دیا تھا اُس تصنیف مین وہ ایک لفظ بھی نہین کہتا - اِس سہو کو
صرف غفلت پر نہین محمول کرنا چاہیے - خود اپنا رسالہ اسکے سامنے رکھا ہوا تھا - اُسمین
جس قدر حصہ خالص ریاضی سیکھنے کا مؤید تھا اُسکو اُسنے قصدًا نکال ڈالا اور اُس علم
کے پرجوش طالبون پر کئی سخت حملہ کر گیا - اس امر کے ہمارے نزدیک ایک ہی معنی
ہو سکتے ہین یعنی بیکن کا ان مشاغل سے جو بلا واسطہ انسان کی حالت درست کرتے
ہین عشق" اور اُن مشاغل سے جو صرف شوقیہ ہین اُسکی انتہا سے بڑھی ہوئی اور اعتدال
سے گذری ہوئی نفرت" حتے کہ وہ اِس سے ڈرتا تھا کہ کہین میرے قلم سے کوئی ایسا لفظ
نہ نکلجائے جو کسی ذکی الطبع شخص کو ایک گھڑی بھر کے لیے بھی اُن خیالات کی طرف متوجہ
کردے جو ایک خیالی گھوڑا دوڑانیوالے کے لیے زیادہ شایان ہین - اسے بہتر معلوم ہوتا
تھا کہ وہ ایک گھنٹہ بھی عالم مادی پر انسان کی حکومت ہی بڑہانے مین صرف کیا جائے -
اگر بیکن نے اِس امر مین غلطی کی ہو تو ہم ضرور کہینگے کہ اس رائے کے مخالف اصول پر

جو غلطی افلاطون سے ہوگئی ہو اُس سے بیکن کی غلطی بھی بڑی تھی۔ ہمکو ایسا فلسفہ ہرگز نہیں پسند جو کہ سدوم کی اُن قدیم عورتوں کا ایسا ہو جو اپنا جوبن قائم رکھنے کے لیے بانجھ کرنے والی دوائیں کھایا کرتی تھیں۔ اور اس خوف سے کہ بعد بسیل نہ معلوم ہونے لگیں بانجھ ہو جانے کی کوشش کرتی تھیں۔

علم ہیئت کو لیجیے۔ یہ علم منجملہ اُن علوم کے تھا جنکی تحصیل کی افلاطون نے اپنے شاگردوں کو تاکید کی تھی۔ مگر اُن بناؤں پر اور اُن ضرورتوں سے جو عام قاعدۂ تخیل کے بالکل خلاف تھیں۔ سقراط نے پوچھا "کیا مناسب ہی کہ ہم علم ہیئت کو سلسلۂ درس میں داخل کریں؟" جسکے جواب میں اُسکے نوجوان دوست گلاکن نے کہا "ہاں۔ میں تو مناسب خیال کرتا ہوں۔ اس لیے کہ موسموں۔ مہینوں اور برسوں کی کسی قدر واقفیت فوجی ضرورتوں کے لحاظ سے مفید اور سودمند ہی۔ نیز فلاحت اور جہازرانی میں بھی اُس کا کام ہوتا ہی" یہ سُنکے سقراط نے کہا "مجھے یہ دیکھ کے ہنسی آتی ہی کہ عوام الناس کیطرف سے تمپر یہ الزام آجانے کا کس قدر خوف ہی کہ تم بیکار علوم کی تاکید کرتے ہو" اسکے بعد وہ اُن پاکیزہ اور شاندار الفاظ میں بیان کرتا ہی جو بقول مسٹر میکالے[*] کے "اگر جوپیٹر یونانی زبان بولتا ہوتا تو وہ بھی انھیں الفاظ میں ادا کرتا" کہ "علم ہیئت کا فائدہ یہ نہیں ہی کہ اُس سے زندگی کی ذلیل آسائشوں کو ترقی دیجائے بلکہ اسکا فائدہ یہ ہی کہ وہ ان بیش بہا افکار میں ذہن انسانی کی مدد کرتا ہی جو صرف خالص قوت مدرکہ سے محسوس ہو سکتی ہیں" سقراط کے نزدیک اجرام فلکی کی واقعی حرکت کا علم بیکار ہی۔ وہ بیان کرتا ہی کہ "وہ شکلیں جنکی وجہ سے آسمان رات کو خوبصورت معلوم ہونے لگتا ہی بالکل ویسی ہی ہیں جیسی شکلیں مہندس بالو پر کھینچتا ہی۔

[*] جوپیٹر یونانیوں کا مہادیو ہی۔

پینے کمزور ذہنوں کی مدد کے لیے صرف فلاسفہ اور شعرا ہین - ہمین چاہیے کہ انھین چھوڑ دین اور
انکو اپنے ذہن سے بھلا دین - ہمکو وہ علم ہیئت حاصل کرنا چاہیے جو واقعی ستارون سے ایسا ہی
مستغنی ہو جیسے علم ہندسہ کی سچائی ایک بد قطع کچے ہوے شکل کے خطوط سے مستغنی ہے - ہم خیال
کرتے ہین کہ یہ ہیئت اگر بالکل نہین تو قریب قریب وہی ہیئت ہے جسکو بیکن نے پرساتیوس
کے بیل سے تشبیہ دی ہے - یعنی ایک بہت چکنی سڈول کھال جسمین صرف مجس بھرا ہوا ہو
دیکھنے مین تو بہت اچھا اور نہایت خوشنا مگر گوشت ندارد - وہ شکایت کرتا ہے کہ "علم ہیئت
جو فلسفہ طبعی سے جدا اور علحدہ کر دیا گیا اس سے علم ہیئت کو سخت نقصان پہونچا - ہیئت
فلسفہ طبعی کا ایک نہایت ہی زرخیز صوبہ تھا مگر ریاضی کی سلطنت مین ملا دگیا" وہ کہتا ہے
کہ "دنیا کو ایک دوسری قسم کے علم ہیئت کی بڑی ضرورت ہے - جو ایک زندہ ہیئت ہو یعنی
جو اجرام فلکی کی ٹھیک ٹھیک ماہیت - حرکت اور اُن کی تاثیرات کو بتا سکے"

منجملہ انسانی ایجادون کے سب سے بڑی اور سب سے زیادہ مفید حروف تہجی کی ایجاد
ہے - افلاطون اس سے بھی بخوبی خوش نہوا - معلوم ہوتا ہے افلاطون کا یہ خیال تھا کہ حروف
نے ذہن انسانی پر وہی اثر کیا جو اثر چلنا سیکھنے مین لکڑی کی گاڑی یا پیرنا سیکھنے مین کاگ
جسم انسان پر کرتے ہین - اُسکی راے مین حروف تہجی ایک ایسا سہارا تھے جسے جن لوگون نے
استعمال کیا وہ اُسکے عادی ہوگئے - جس نے پہلے تو محنت کو غیر ضروری بنایا اور آخرکار بالکل
غیر ممکن کر دیا - اُسکی راے ہے کہ حروف تہجی سے اگر ایسی فریب دہ مدد نہ لی جاتی تو قواے
دماغی کو زیادہ نشو و نما حاصل ہوتا - لوگون کو مجبوراً فہم و حافظہ کی مشق کرنا پڑتی اور فکر
بہت ہی مستقل محنت کو کام مین لاکر حقائق موجودات مین کامل واقفیت حاصل کر لیتے - اُن
ان کا علم سینہ مین ہوتا - برخلاف اسکے اب زیادہ علم سفینہ مین ہوتا ہے اور سینہ مین بہت کم ہوتا ہے

اس لیے کہ انسان کو اطمینان رہتا ہو کہ جب ضرورت ہوگی، وہی پھر مین واقفیت پیدا
کر لونگا۔ اور اسی باعث وہ اُس واقفیت کو اپنے ذہن سے محو ہوجانے دیتا ہو۔ ایسے
شخص کی نسبت ہرگز نہین کہا جاسکتا کہ وہ کچھ جانتا ہو۔ اُسمین صرف دکھانیکی عقل
ہو اور حقیقت مین کچھ نہین۔ ان رایون کو افلاطون نے خود تو نہین کہا مگر قدیم بادشاہ
مصر کی زبان سے کہلوایا ہو۔ لیکن سیاق عبارت بتارہا ہو کہ یہ خود اسی کی رائین
ہین۔ کیونکہ ٹیلین کا بھی یہی خیال ہو کہ یہ رائین اصل مین افلاطون ہی کی ہین۔ اور
واقعی غور سے دیکھا جائے تو بالکل افلاطونی اصول کے مطابق ہین۔
بیکن کے خیالات کو انسان باسانی سمجھ سکتا ہو کہ ان اصول کے بالکل
خلاف ہین۔ وہ کہتا ہو" قوت حافظہ بغیر اعانت تحریر کے کسی مفید علم کی ترقی کے متعلق
کچھ نہین کرسکتی"۔ وہ تسلیم کرتا ہو کہ" حافظہ کی تربیت اس حد تک ہوسکتی ہو کہ اس سے
بڑے بڑے کھیل اور بڑے بڑے تماشے دکھائے جاسکین"۔ لیکن اس قسم کے کرتبون
کی وہ اپنے اعتقاد مین کوئی وقعت نہین سمجھتا۔ وہ بیان کرتا ہو کہ" میرے ذہن کی عادت
کہ وہ کسی کمال کی زیادہ قدر نہین کرتا جب تک اُس سے نوع انسان کو کوئی عملی فائدہ
نہین پہونچتا۔ چاہے وہ کمال کیسا ہی نایاب ہو۔ اُن حافظہ کی کاریگریون کو وہ محض
رسّی پر ناچنے والون اور بازیگرون کے کرتب شمار کرتا ہو۔ وہ کہتا ہو" یہ دونون فعل
یعنی رسّی پر ناچنا اور بڑے بڑے کرتب دکھانا قریب قریب ایک ہی قسم کے ہین۔ فرق
یہ ہو کہ ایک مین قوائے جسمانی بُری طرح استعمال کیے جاتے ہین اور دوسرے مین قوائے
ذہنی خراب کیے جاتے ہین۔ دونون سے شاید یہ ممکن ہو کہ ہمارے دلون مین حیرت کے
مادہ کو ایک حرکت ہوجائے لیکن دونون مین سے ایک بھی اس امر کا مستحق نہین ہو کہ

ہم اُسکی کچھ تعظیم کرین۔

علم طب کے فوائد افلاطون کو بہت مشتبہ نظر آئے۔ سخت عارضون سے صحت حاصل ہونا یا حوادث و آفات سے جو ضرر پہونچ جایا کرتے ہین اُن سے نجات پانا اُن کے تسلیم کر لینے مین وہ کوئی عذر نہین کرتا تھا۔ لیکن ایک ایسا فن جو تدریجًا انسان کی بیخ کنی کر دینے والے امراض مزمن کو روکتا ہی جو ان اجسام کو اچھا کرتا ہی جنھین عیاشی نے کمزور کر دیا ہی۔ بسیار خوری نے پھلا دیا ہی یا شراب نے جلا ڈالا ہی جو عیاشی کی قدرتی سزا کو گھٹا گھٹا کے پھر اُسکی ترغیب کرتا ہی اور زندگی کو جبکہ دماغ اپنی تمام قوتین کھو چکا ہو بڑھاتا ہی ایسے فن کی عظمت کرنے مین وہ بالکل نہین شریک تھا۔ اس زندگی کو جو علم طب کی کوششون سے بڑھ گئی ہو وہ ایک لنبی موت کہتا تھا۔ وہ کہتا تھا "فن طب کی مشق کو اُسی حد تک جائز رکھنا چاہیے جہان تک وہ صحیح القویٰ انسان کے اتفاقیہ امراض کو اچھا کرنے مین کام آئے۔ اور وہ لوگ جنکے قوے خراب ہو چکے ہین اُنکو مرنے ہی دو جتنا جلد مرین اُتنا ہی بہتر ہی۔ ایسے لوگ نہ لڑائی کے کام کے ہین۔ نہ حکومت کے کام کے۔ نہ خانگی انتظام درست کر سکتے ہین۔ نہ مشاغل علمی کی طرف متوجہ ہو سکتے ہین۔ کسی سخت دماغی مشق مین مشغول ہوتے ہین تو اُنکا سر گھومنے لگتا ہی۔ اور محض بیکار ہو جاتے ہین اور ان سب بلاؤن کو وہ غریب فلسفہ کے منڈھتے ہین۔ سب سے بہتر چیز جو ایسے لوگون کو پیش آسکتی ہی وہ یہی ہی کہ اُنکی زندگی کا خاتمہ ہو جائے"۔ افلاطون اپنے اِس قول کی تائید مین یونان کی دیو بانی سے سندین پیش کرتا ہی اور اپنے شاگردون کو یاد دلاتا ہی کہ "ایسکولیپیس کے بیٹون کا جیسا علاج ہومر نے بیان کیا ہی وہ عوارض بیرونی تک محدود تھا"۔

بیکن کا اصول اسکے بالکل خلاف تھا - تمام علوم مین سے جس علم مین وہ
سب سے زیادہ دلچسپی لیتا تھا وہ وہی علم تھا جسے افلاطون کی راے مین کوئی مہذب جماعت
روا نرکھتی - انسان کو کامل بنانا بیکن کے فلسفہ کا کوئی حصہ نہ تھا - اُسکا ماحصل منشا
غیر مکمل انسانون کو راحت پہونچانا تھا - اُس کے فلسفہ کا فیض اُس مبدء فیاض کے فیض سے
بہت ملتا ہوا تھا جسکا آفتاب بُرے اور اچھے دونون پر اپنے نور کی شعاعین ڈالتا ہے - اور
جسکا مینہ منصف اور غیر منصف دونون کے فائدے کے لیے برابر برستا ہے - افلاطون کی
راے مین انسان فلسفہ کے لیے بنایا گیا تھا - اور بیکن کی راے مین فلسفہ انسان کے لیے
بنایا گیا تھا - بیکن کا فلسفہ علت اور موجب تھا ایک خاص نتیجہ کے لیے - وہ نتیجہ کیا تھا؟
وہ تھا انسانی مسرتون کو بڑھانا - اور خدا کی پیدا کی ہوئی لاکھوں مخلوق کی تکلیفون کو
گھٹانا - جو خود نہ فلسفی ہین اور نہ جنکی نسبت ممکن ہے کہ فلسفی ہوجائین - اور یہ خیالات کہ
ایک دائم المرض شخص جسکو پہیے دار آرام کرسی پر بیٹھکر روشون کی سیر کرنا اچھا معلوم
ہوتا ہو - جسکو مرغی کے شوربہ مین اور ہلکے پانی مین ملی ہوئی شراب مین مزا آتا ہو - اور جو
ملکہ† قوارس کے قصون پر قہقہہ لگاتا ہو وہ گردن زدنی تصور کیا جائے اسلیے کہ وہ طائمئیس‡ کو
دو دو سطر کے نہین پڑھ سکتا یہ ایک خیال تھا جسکو انگریزی مدرسہ فلسفہ نے خلاف انسانیت
سمجھکے بالکل نامنظور کردیا - ایسے دائم المرض کے لیے عمدہ باغ کی کرسی ایجاد کرنا - ایسی
ترکیب نکالنا جس سے دوا اُسکو زیادہ لذیذ معلوم ہو - ایسے اغذیہ تجویز کرنا جنکو وہ بسہولت
کھا سکے - اور ایسے تکیے ایجاد کرنا جنپر وہ نیند بھر سو سکے ان سب باتون کو بیکن اپنے نزدیک

† بامذاق قصہ ہے -

‡ ایک نہایت مشکل کتاب

زیادہ عجیب غریب مثالین پیش کر سکتے۔

اب ہم دونون کے خیالات کو جمع کرکے دیکھتے ہین۔ افلاطون کے فلسفہ کا یہ منشا تھا کہ انسان مین آلہی اور اشراقی خیالات پیدا کرکے اسکو ایک دیوتا کے درجہ پر پہونچادے۔ بیکن کے فلسفہ کی یہ غرض تھی کہ انسان جب تک انسان ہے اُس وقت تک اُسکی ضرورتون کو پورا کرے افلاطون کے فلسفہ کا یہ مقصد تھا کہ ہمکو ہماری ذلیل خواہشون سے بالکل بے پروا اور مستغنی کردے۔ بیکن کے فلسفہ کا یہ منشا تھا کہ ہماری ذلیل خواہشون کو پورا کرے۔ پہلے کی غرض شریفانہ خیالات پر مبنی تھی مگر دوسرا سہل الوصول تھا۔ افلاطون نے کمان بیشک اچھی کھینچی تھی مگر وہ رحل کے ایسٹس کی طرح اُسنے تارون کو اپنا نشانہ قرار دیا تھا اور یہی سبب تھا کہ باوجودیکہ قوت اور ملکہ کی کمی نہ تھی مگر نشانہ خطا کر گیا۔ اُسکا تیر نہایت روشنی اور بڑی چمک دمک کے ساتھ البتہ چلا مگر پڑا کسی چیز پر نہین۔

لیکن بیکن نے ایسا نشانہ تاکا تھا جو زمین ہی پر تھا اور تیر کی ٹھیک زد پر تھا لہذا اُسکا نشانہ ٹھیک بیٹھا۔ افلاطون کا فلسفہ الفاظ مین شروع ہوا اور الفاظ ہی پر ختم ہوا۔ الفاظ البتہ نہایت ہی بلیغ تھے اور ایسے تھے کہ اُن کی نسبت امید کیجا سکتی تھی کہ کسی ایسے نہایت ہی نفیس دماغ والے شخص کی زبان سے ظاہر ہون گے جو انسان کی عمدہ سے عمدہ زبان (یونانی) پر قدرت کامل اور اُس مین مہارت تامہ رکھتا ہو۔ مگر بیکن کا فلسفہ تحقیقات اور تجربہ کی زمین پر شروع ہوا اور فنون پر ختم ہوا۔

قدیم فلسفیون کو اس پر بڑا فخر اور ناز تھا کہ اُنکے اصول ذہن انسانی کو اعلی درجہ کی عقل اور منتہاے خوبی ونیکی کے رتبہ پر پہونچاتے ہین۔ اور حقیقت مین صرف یہی عملی فائدہ تھا جسکے کر دکھانے کا دعوے عہد عتیق کے مشہور سے مشہور معلمون نے کیا تھا۔ آمین بھی

مخصین کہ اگر اُن سے یہ کام پورا ہو گیا ہوتا تو وہ زیادہ مدح وثنا کے مستحق ہوتے بہ نسبت
اسکے کہ اُنھون نے بہت ہی مفید دوائین ایجاد کی ہوتین یا بہت بڑی طاقت کی کلین بنائی
ہوتین - لیکن سچ یہ ہی کہ اُنھین امور مین جن کے ذریعے سے وہ انسان کو نفع پہونچانے
کا دعوی کرتے تھے خاص اُنھین امور مین جن کی وجہ سے اُنھون نے تمام ذلیل کام انسانی
کو ترک کر دیا تھا اُنھون نے کچھ نہین کیا بلکہ کچھ نکرنے سے بھی بدتر کیا - اُنھون نے اُس بات کا تو
وعدہ کیا جسکی تکمیل غیر ممکن اور محال تھی اور جس امر کا پورا ہونا ممکن تھا اُس کی جانب سے نفرت
ظاہر کی اُنھون نے دنیا کو بڑے بڑے وزنی الفاظ اور لمبی لمبی ڈاڑھیون سے بھر دیا اور
پھر اُنھون نے اُسکو ویسا ہی خراب اور ویسا ہی جاہل چھوڑا جیسا کہ اُنھون نے پایا تھا -
مڈل سکس* ہین پونے دو بیگھے زمین یوٹوپیا* کے ایک صوبہ سے بہتر ہی - اور ذرہ برابر نفس الامری
اور واقعی نفع ممتنع الحصول بڑے بڑے وعدون سے اچھا - اسمین کوئی شک نہین کہ فرقہ
اسٹوئک کا ایک عقلمند متنفس بہ نسبت ایک دخانی کل کے زیادہ شاندار شی ہوگا - مگر دخانی
کلین موجود ہین اور فرقہ سٹوئک کا عقلمند آدمی ابھی پیدا ہونے کو ہی - ایک فلسفہ جو انسان
کو اُس حالت مین کامل طور پر خوش رہنے کے قابل بنا سکے جب وہ درد سے تڑپ رہا ہو
اُس فلسفہ کے بہ نسبت بدرجہا بہتر ہوگا جو درد کو کم کرتا ہی - مگر ہم جانتے ہین کہ ایسی دوائین
موجود ہین جنسے درد مین تخفیف ہو جائیگی اور اسکے ساتھ ہم یہ بھی جانتے ہین کہ پرانے عقلا
خود بھی دانت کے درد کو اُتنا ہی ناپسند کرتے تھے جتنا اُنکے پڑوسی ناپسند کرتے تھے -
ایک فلسفہ جو حرص کو مٹا دے بےشک اُس فلسفہ سے بہتر ہوگا جو حفاظت مال کے واسطے

* انگلستان کا ایک ضلع -

* (جسکے معنے ہین کہیں نہین) ایک جزیرہ جسکو سر ٹامس مور کے خیال نے آباد کیا ہے -

مشکل سے پیدا کر سکتا۔

ہم سمجھتے ہین کہ عوام الناس کی راے بیکن کی نسبت یہ ہی کہ اُس نے [illegible]۔ سمجھ پہونچنے
کا ایک نیا راستہ ایجاد کیا جسے تفحص یا استقرا کہتے ہین۔ اور یہ کہ استدلالی قضیون مین جو اُسکے زمانہ
سے قبل مروج تھے اُسنے بعض مغالطہ گرفت کیے۔ یہ خیال قریب قریب ویسی ہی عمدہ بنیاد کی
قائم ہی جس طرح کہ ازمنہ متوسطہ کے لوگون کی یہ راے تھی کہ ورجل ایک بڑا ساحر تھا۔
بہت سے لوگ جو ایسی فضول لغویات بکنے کے واسطے کہین زیادہ واقفکار ہین اس بارہ
مین کہ بیکن نے واقعی اس معاملہ مین کیا کیا ایسی رائین رکھتے ہین جو ہمارے خیال مین غلط ہین
طریقۂ تفحص یا استقرا پر بنی آدم ابتداے آفرینش دنیا سے عمل کرتے رہے۔
جاہل سے جاہل گنوار۔ بیخبر اسکول کے لڑکے یہان تک کہ دودھ پیتا بچہ بھی اُسکو برابر
کام مین لاتا ہی۔ یہ طریقہ دہقان کو بتاتا ہی کہ اگر وہ جو بوئے گا تو اُسے گیہون نہین حاصل
ہون گے۔ یہ طریقہ اسکول کے لڑکون کو سکھاتا ہی کہ بدلی والے دن ٹراوٹ مچھلی پکڑنے
کے واسطے زیادہ مناسب ہین۔ ہمارا خیال ہی کہ شیرخوار بچہ بھی اصول تفحص سے اپنی مان
یا انا سے دودھ کی توقع رکھتا ہی اور باپ سے کچھ نہین۔

کچھ یہی غلط نہین ہی کہ بیکن نے اصول تفحص کو ایجاد کیا بلکہ یہ بھی نہین صحیح ہی کہ بیکن
پہلا شخص تھا جسنے صحیح طور سے اس طریقہ کی تشریح کی اور اُسکے فوائد بیان کیے۔ ارسطاطالیس
نے بہت قبل اس خیال کی لغویت ظاہر کر دی تھی کہ قضایاے استدلالی سے کبھی کوئی
نیا اصول نکل سکتا ہی اور دکھا دیا تھا کہ ایسی ایجادین یقینا استقرا سے اور صرف استقرا سے
کی جانا چاہیے اور طریقۂ استقرا کی تاریخ بہت شرح و بسط کے ساتھ بتائی تھی۔

علاوہ اسکے بہت زیادہ عملی فائدہ استقرا کا اس تشریح کی طرف ہم منسوب نہین

کر سکتے جو بیکن نے نوم آرگنیم کے دوسرے باب مین کی ہے۔ وہ حقیقت مین ایک بلیغ
تشبیہ ہے مگر وہ اس شی کی تشریح ہے جو ہم سب صبح سے شام تک کیا کرتے ہین اور
جسکے کرنے کا سلسلہ خواب تک مین باقی رہتا ہے۔ ایک سیدھا سادہ آدمی اپنے پیٹ مین
قلش پاتا ہے اسنے لارڈ بیکن کا نام کبھی نہین سنا مگر وہ ٹھیک اسی قاعدہ پر چلتا ہے جو
نوم آرگنیم کے دوسرے باب مین لکھا ہوا ہے اور اپنے دل کو تشفی دے لیتا ہے کہ یہ فساد
قیمہ بھرے ہوے سموسہ کا ہے "مین نے سموسہ دوشنبہ اور بدھ کو کھائے تھے اور رات
بھر بدہضمی سے مجھے نیند نہین پڑی۔ مین نے منگل اور جمعہ کو کوئی سموسہ نہین کھایا
اور مین اچھا رہا۔ مین نے بہت تھوڑا سا سموسہ اتوار کو کھایا تھا اور شام کو کچھ یون ہی
سی طبیعت خراب ہو گئی تھی۔ مگر کرسمس ڈے کو مین قریب قریب سموسہ ہی کھا کے رہا اور
اتنا بیمار ہوا کہ بچنے کی امید نہ تھی۔ یہ اثر برانڈی کا نہین ہو سکتا جو مین نے اُن کے
ساتھ پی تھی"، ہمارا مریض اسیطرح استدلال کرتا چلا جاتا ہے اور آخر مین یہ رائے قائم کرتا ہے
کہ قیمہ بھرے ہوے سموسہ مجھے نقصان کرتے ہین۔

ہم پھر کہتے ہین کہ نوم آرگنیم کے دوسرے باب مین جو خیال ظاہر کیا گیا ہے نہ
اُسکی حکمت مین ہمکو شک ہے نہ صحت مین لیکن ہم خیال کرتے ہین کہ بیکن نے اسکے مفید
ثابت کرنے مین بہت مبالغہ کیا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ استقرا کا عمل اور بہت سے عملون
کی طرح صرف اتنا جاننے سے کہ کیونکر اُسکو کرتے ہین زیادہ اچھی طرح نہین کیا جا سکتا ہے
جو کچھ ارسطا طالیس نے قدیم اصول استدلال کے متعلق کیا ہے بیکن نے نوم آرگنیم
کے دوسرے باب مین عمل استقرا کے واسطے کیا ہے یعنے اُسنے اُسکی تشریح بہت اچھی طرح
کی ہے۔ اُسکے قواعد نہایت مناسب ہین مگر ہمکو اُنکی ضرورت نہین ہے کیونکہ وہ ہمارے

روزمرہ۔ مشاغل سے مستخرج ہین۔

لیکن اگرچہ ہر شخص وہ عمل جو نوم آرگنیم کے دوسرے باب مین بتلایا گیا ہی کرتا ہی مگر
بعض اُسکو اچھی طرح کرتے ہین بعض بُری طرح کرتے ہین۔ بعض اُسکے ذریعہ سے صدق
تک پہونچتے ہین اور بعض غلطی مین پڑ جاتے ہین۔ فرینکلن نے اُسکے ذریعہ سے بجلی کی ماہیت
دریافت کر لی۔ ہزارون ایسے لوگ جنکا دماغ فرینکلن کا اتنا نہ تھا اسی کے ذریعہ سے
حیوانون کی قوت مقناطیسی پر یقین کرنے لگے لیکن یہ اسوجہ سے نہ تھا کہ فرینکلن نے بیکن کے
بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کیا اور مسمر کے احمق معتقدون نے کوئی دوسرا طریقہ استعمال
کیا تھا۔

ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ فرق صحیح اور غیر صحیح استقرا مین یہ نہین ہی کہ صاحب استقرائے
صحیح اُس طریقہ پر عمل کرتا ہی جسکی تشریح نوم آرگنیم کے دوسرے باب مین کی گئی ہی اور
غلط استقرا والا کسی دوسرے طریقہ پر عمل کرتا ہی۔ وہ دونون ایکساہی عمل کرتے ہین۔
مگر ایک بیوقوفی اور لاپروائی کے ساتھ کرتا ہی دوسرا اسکو صبر۔ توجہ اور ہوش کے ساتھ
کرتا ہی۔ تعلیم انسان کو بہت کم صابر اور متوجہ کر سکتی ہی اور اس سے بھی کم شعور والا اور
ہوشیار بنا سکتی ہی۔ لوگون سے یہ کہدینا آسان ہی کہ تعصب سے ہوشیار رہو۔ قدیمی
شہادت پر کسی بات کا یقین نہ مان لو۔ لیکن یہ قواعد بہت زیادہ عام ہین اُنسے کوئی
عملی فائدہ نہین ہو سکتا۔ سوال ہی تعصب کیا چیز ہی؟ کتنی دیر تک وہ بے اعتقادی جس سے
ہم نئے خیالات پر غور کیے جاتے ہوئے دیکھتے ہین ایک عقلمندی کی اور فائدہ مند
بے اعتقادی رہسکتی ہی؟ کس وقت وہ ایک ضرورت سے زیادہ شکی اور دلیل
طلب طبیعت کی غیر مناسب ہٹ ہو جاتی ہی؟ خفیف یا کمزور شہادت کسے کہتے

کی جودت طبع و زودفہمی اور ذہانت پر بہت کم دار و مدار رہ جائے گا۔ اور سب ذہن
اور سب عقلین ایک ہی درجے اور ایک ہی سطح پر آجاینگی۔ وہ اپنے فلسفہ کے
استقرائی اصول کو پرکار یا مسطر کے مشابہ بتاتا ہے جن سے مدد لے کے سب
ہاتھ یکسان کام کر سکتے ہین لیکن اگر اصل حقیقت پوچھیے تو یہ اِس انگلستانی فیلسوف
کا مبالغہ ہے۔ اور ویسی ہی بات ہے جیسا کہ لنڈلے مرے نے دعویٰ کر دیا تھا
کہ جو شخص میری نحو و صرف کی کتاب پڑھے گا ویسی ہی اچھی انگریزی لکھ سکے گا جیسی
ڈرائڈن لکھتا تھا۔ یا جیسا ڈاکٹر واٹلی نے وعدہ کیا تھا کہ جو لوگ میری منطق کو
پڑھینگے ویسا ہی استدلال کر سکینگے جیسا کہ چلنگ ورتھ کیا کرتا تھا۔
اور جو لوگ میری اُس تصنیف کو پڑھینگے جس مین فصاحت و بلاغت اور
معانی بیان کے اصول بتائے گئے ہین وہ برک کی سی معجز بیانی دکھانے
لگینگے! ایسے سب دعوے غلط ہوا کرتے ہین۔ چنانچہ بیکن بھی اپنے اُس دعوی
مین غلطی پر ہے! اور کوئی کافی ثبوت نہین پیش کر سکتا۔ اُس کے فلسفہ پر تجربی
عملدرآمد شروع ہو گیا ہے۔ دو اڑھائی سو برس سے اُس کے اصول کو بہت اچھی
طرح کامیابی و سرسبزی حاصل ہے۔ مگر جیسا اُس نے دعویٰ کیا تھا سب ذہنون کے
برابر اور یکسان ہو جانے کا کوئی ثبوت آج تک نہین ملا۔ ایک احمق اور ایک
عقلمند مین جتنا فرق پہلے تھا اِس وقت بھی موجود ہے۔ اور لطف یہ کہ اُن کا باہمی
فرق اُس وقت اور زیادہ نمایان طور پر نظر آنے لگتا ہے جب وہ اُن جستجوؤن مین
مشغول ہوتے ہین جن مین مستقل استقرا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور جن کے لیے
بالتخصیص بیکن نے اپنے قواعد منضبط کیے ہین۔

لوگ بالکل نا آشنا تھے اور جہان تک پہونچنا صرف ایسی سڑک سے گذر کے ہو سکتا تھا جس پر کوئی لائق و ذی ہوش آدمی بہت کم چلا تھا الغرض لارڈ بیکن نے جو کچھ کیا یہ تھا کہ جس سڑک پر صرف کسانون اور مزدورون کا گذر ہوتا تھا اُس پر اُس نے زیادہ معزز درجے کے لوگون کو چلا دیا۔

اُس کے اصول فلسفیانہ مین سے جو چیز بہ ظاہر اُس کی ہے وہ وہ انجام یا نتیجہ ہے جسے خود اُس نے بھی اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ جب نتیجہ معلوم ہو جاے تو ہمارے خیال مین مقدمات مین بھی غلطی کا احتمال نہین رہ سکتا۔ اگر اور لوگ بھی اُسی غرض کے حاصل کرنے کا ارادہ کرتے جس کے حاصل کرنے کی بیکن نے کوشش کی تو ہمین یقین ہے کہ وہ بھی اُنھین اصول کی پابندی کرتے جن کی پابندی بیکن نے اختیار کی ہے۔ سینیکا حکیم کو اِس بات کا یقین دلا دینا بہت دشوار ہوتا کہ ایک ایسا چراغ ایجاد کرنا جو ہوا سے نہ گُل ہو سکے کسی فیلسوف کی عزت کے خلاف نہین علیٰ ہذا القیاس حکیم طامس اکنیاس سے منطقی قضیون کی ترتیب کا کام چھڑا کے اُسے اِس امر کی طرف راغب کرنا کہ باروت ایجاد کرے کم مشکل نہ ہوتا۔ مگر ہمارا دعوے تو یہ ہے کہ یہ دونون مذکورہ حکیم اگر بالفرض محال اِن کامون کی طرف متوجہ کرنے جاتے تو اُنھین اصول کو اپنا دستور العمل بناتے جنھین بیکن نے بنایا ہے۔ سینیکا ایک گھڑی بھر کو بھی اِس مین شک نہ کرتا کہ ہوا سے نہ بجھنے والے چراغ کا ایجاد کرنا مختلف تجربات کے سلسلہ ہی سے ہو سکے گا۔ اور ٹامس اکنیاس کے بھی دل مین کبھی یہ بات نہ آتی کہ اِس امر کے بتانے مین کہ ایک سیر باروت مین کتنے کوئلے کی ضرورت ہے اور کتنے شورے کی اُس کے طرز استدلال یا منطقی اشکال کو کچھ دخل ہے۔ ایسی غلطی جس طرح ارسطو سے نہ ہو سکتی

اسی طرح کسی عام اور معمولی ذہن کے آدمی سے بھی نہ ہوتی -

صرف نئی حقیقتین دریافت کرنے اور نئی خاصیتون کا پتہ لگانے کے لیے بیکن نے لوگون کو اصول استقرائی سے کام لینے کی رغبت دلائی. مگر کیا اسی پر منحصر نہین عام فیلسوف درکنار شاید اسکول کے لڑکے بھی اپنے دل مین فیصلہ کرسکین گے کہ نئی حقیقتون کا پتہ لگانے کا ذریعہ صرف یہی اصول ہوسکتے تھے تاہم بیکن نے یہ ضرور کیا کہ مفید حقیقتون کے دریافت کرنے کے لیے اس نے لوگون کو ایک ایسا طریقہ بتایا جس سے مدد لے کے وہ اصول استقرائی کو اچھی طرح اور ہوشیاری سے برت سکین - قدما جو اس سے پیشتر گذرے وہ اپنے ابتدائی اصول ہی سے خوش تھے - جن کو انھون نے نہایت محدود کوشش اور بے سلیقگی کے استقرا سے دریافت کرپایا تھا اور اُن مین ایسا نقصان کیون تھا؟ اسلیے کہ اُنکے فلسفہ نے عملی نتائج کو اپنی غرض ہی نہین قرار دیا تھا کیونکہ اُن کا فلسفہ صرف دماغی ورزش ذہن کی مشق - اور فکر کے منجھنے کے لیے تھا جس شخص کو کوئی نئی کل ایجاد کرنا ہو یا نئی دوا ترکیب دینی ہو اُس کا فرض ہے کہ استقلال و صبر کے ساتھ متوجہ رہے آخر تک ثابت قدمی دکھائے - اور تجربہ پر تجربہ کرے لیکن وہ شخص جو صرف بحث و مباحثہ ہی سے غرض رکھے یا دعوی کرنے کا کوئی نیا طریقہ ڈھونڈتا ہو اُسے ایسے ضبط و صبر کی ضرورت نہین - اور یہی وجہ ہے کہ وہ اُن چھوٹے چھوٹے مقدمات ہی سے راضی رہتا ہے جن کی بنیاد مفروضات پر ہے - یا جو نہایت ہی عجلت کے ساتھ تنگ و محدود استقرا پر مبنی ہین -

پُرانے اسکول والون نے انھین آخرالذکر باتون پر عمل کیا - بعض اوقات اپنے اُن لغو اور تنگ و محدود مقدمات پر اُنھون نے نہایت نیاتے سے بحث کی - اور اپنی اُس غرض پر

استقلال سے قائم بھی رہے۔ مگر وہ غرض کیا تھی؟ کہ بجائے فطرت اور نیچر پر فتح یاب
ہونے کے خود بحث پر فتح حاصل کریں۔ ظاہر ہو کہ جتنا منطقی کمال کسی سچے مقدمہ پر استدلال
کرنے مین دکھایا جا سکتا ہے اتنا ہی ایک جھوٹے مسئلہ پر بھی ممکن ہے۔ ہم تو سمجھتے ہین
کہ نئے فلسفہ کے شیخ اور لارڈ بیکن کے ہم خیال و پیرو مفید حقیقتین دریافت کرنے
کی غرض ملحوظ خاطر رکھنے کے بعد بھی اگر صرف خیالی استقراؤن پر عمارت قائم کرنے کے
کے پیچھے پڑتے تو یقیناً وہ بھی ناکام و نامراد رہجاتے۔

اس جانب خود بیکن نے اشارہ کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ تمام گذشتہ عہدون
مین بھی جبکہ فلسفہ صرف کتب فروشون کی دکان مین محدود تھا ایجاد و اختراع اور کلین
بنانے کا فن ترقی کرتا رہا۔ مگر اس کا سبب کیا تھا؟ ظاہر ہے کہ صنعت و ایجاد
والون کو اس ناقص طریقۂ استقرا سے اطمینان نہ ہوتا تھا جسے ایک فلسفی نے اپنے
علم کی غرض قرار دے رکھا تھا۔ اچھا تو اسکا کیا سبب کہ کسی صناع و مخترع کے مقابلہ
مین ایک فلسفی زیادہ آسانی کے ساتھ مطمئن ہو جاتا تھا؟ یہ بھی صاف ہے۔ صناع
کی یہ غرض تھی کہ چیزون کو نئے سانچے مین ڈھالے۔ مگر فلسفی صرف لفظون کو نئے
سانچے مین ڈھالنے کا شوقین تھا۔

ایک اچھا قضیہ مرتب کرنے منطقی اشکال کے مطابق مختلف مقدمات کے ترتیب
دینے یا دلیل کے بنانے مین بالکل صحیح اور غیر ناقص استقرا کی چندان ضرورت نہین ہے
مگر ایک اچھا جوتا بنانے مین بغیر اسکے کام نہین چل سکتا۔ لہذا صناع اپنی حقیر مگر کارآمد
ضرورتون کے سلسلہ کی وسعت تک ہمیشہ ترجمان حقیقت یعنی نیچر کے مترجم رہے
اور خیالی باتون سے کبھی علاقہ نہ رکھا۔ مگر جب ایک خاص فلسفہ پیدا ہوا جس کی غرض

تھا یہ تھی کہ اپنی طاقت کے وسیع کرنے اور انسانی ضرورتون کے پورا کرنے کے لیے
بھی امر ایک وسیع خدا ور بڑے پیمانے تک کیا جائے جیسے [illegible] اور
تنگ دائرے مین کرتا تھا۔ تو ان مقدمات کی بجائے جو منطقی طور پر زیادہ [illegible]
د سے زیادہ وقعت و اہمیت کے ساتھ ثابت ہوگئی۔ اور فوراً ناقص اور بے احتیاطی
سے حاصل کیے ہوئے استقراؤن نے جس پر اہل علم کو اپنے خیال مین پورا اطمینان
ہوگیا تھا ضرورتہً ان استقراؤن کے لیے جگہ خالی کی جو زیادہ صحیح و اطمینان
بخش تھے۔

فلسفۂ استقرائی کی نسبت جو کچھ بیکن کا مقصود ہے وہ غالباً اس طریقہ سے
بخوبی بیان ہوسکے گا۔ قدیم غور کرنے والون کے اغراض ایسے اغراض تھے کہ
صحیح استقرا کے بغیر بھی حاصل ہو سکتے تھے۔ جس کا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ ان علما سے
بصیرت نے استقرائی مقدمات کے ترتیب دینے کی طرف توجہ ہی نہین کی۔ مگر سب
کے خلاف اب بیکن نے لوگون کو اس غرض کے حاصل کرنے پر آمادہ کیا جس کا
سارا دار و مدار استقرا ہی تھا۔ اور استقرا بھی کون ہو جو بالکل صحیح اور غیر مشتبہ ہو۔
اس کوشش کی یہ برکت تھی کہ استقرائی عمل پوری احتیاط و توجہ سے بجا لایا گیا۔
یہ کوئی دعوے نہین کر سکتا کہ فلسفۂ استقرائی کی نسبت بیکن نے جو کچھ بیان کیا اس
سے اصل حقیقت خوب وضاحت سے آشکارا ہو جاتی ہے۔ بلکہ اگر یہ خیال کیا
جائے تو بھی شاید بیجا نہ ہوگا کہ جن کامون کو اس نے کیا انکی اصلیت دریافت
[illegible] پانے مین اکثر غلطی ہوئی ہے۔ بلکہ پوری طرح وہ خود بھی نہین سمجھا تھا اور سمجھتا
[illegible] نکرو اصل حقیقت نہ تو یہ تھی کہ فلسفیون کے لیے کچھ قواعد منضبط کیے جائین۔

پس ہم غور کرین تو ہمین بیکن کے دلی خیالات عمل طور پر نظر آجائین گے۔
اسی مزاجی خصوصیت کے مثل بیکن مین خاص قسم کی ذکاوت اور سمجھ بوجھ
انتہا درجہ کی نازک خیالی کے ساتھ وہ اپنے خیالات مین ایسی بے انتہا وسعت رکھتا
ہے جیسی کہ اور کسی انسان مین شاید کبھی نظر آئی ہوگی۔ اس کے مضامین تابہ
ہین کہ کوئی چیز اس کی نظر سے مخفی ہی نہ تھی۔ اسکی سمجھ بعینہ اس عجیب و غریب طلسمی خیمے
کے مثل تھی جو الف لیلہ کی پری بانو نے شاہزادہ احمد کو دیا تھا۔ تہ کر دو تو بچہ کے
ہاتھ کا ایک کھلونا یا عورت کے ہاتھ کا سامان زیبائش مگر پھیلا دو تو ایسا وسیع اور
اتنا بڑا کہ زبردست سلاطین کے بڑے بڑے لشکر اس کے نیچے آرام کر سکتے تھے
بیکن کی نسبت یہ کہنا تو شاید مبالغہ ہوگا کہ بلحاظ اپنی غائر نظر اور تہ کو پہونچ جانے
والی فکر کے سب لوگون سے بڑھ گیا تھا۔ مگر اس مین شک نہین کہ وہ پورے
اعتدال کے درجے کو پہونچ گیا تھا۔ اس کا ذہن اور اس کے خیالات کی وسعت
خود اسکی تھی جس نظر سے اس نے علمی دنیا کو دیکھا وہ اس نظر کے مشابہ تھی
جس سے کوئی فرشتۂ مقرب آسمان کے نورانی کوٹھے سے دنیاوی مخلوق کو
دیکھے۔

اس کے علم کو اورون کے علم سے وہی نسبت تھی اور وہی امتیاز حاصل تھا
جو کرۂ زمین کے ایک مکمل نقشہ کو مختلف ممالک کے متفرق نقشون کی کتاب کے مقابل
مین ہوتا ہے انگلستان۔ فرانس۔ اور جرمنی وغیرہ کے متفرق نقشون مین ان ملکون
کی سڑکین۔ چھوٹے چھوٹے شہر۔ اور تمام قصبات زیادہ وضاحت سے نظر آسکتے
ہین۔ مگر ان مین جب ہم انگلستان کو دیکھ رہے ہون فرانس کی کوئی چیز نظر نہین آسکتی

اور جب فرانس کو دیکھتے ہوں انگلستان کی ہر کیفیت آنکھوں سے غائب ہوتی ہے
یارک اور برسل یا ڈر انڈن اور ریگ کی وضع و حالات اور فاصلہ معلوم کرنا ہو تو
البتہ ہمیں متفرق نقشوں سے مدد مل سکتی ہے لیکن اگر ہم فرانس اور مارٹینیک یا
انگلستان اور کینیڈا کی حالت اور ان ممالک کا فاصلہ دریافت کرنا چاہیں تو اُن کی
طرف توجہ کرنا بیکار ہوگا۔ پورے کُرے کے نقشہ پر ہم اپنے پاس پڑوس کے
تمام شہروں اور گاؤں کو نہ پائیں گے مگر اُس سے یہ بخوبی دریافت کر سکیں گے
کہ دنیا کی تمام سلطنتوں میں باہم کیا نسبت ہے اور اُن کی وسعت کتنی ہے۔

بیکن نے اکیس برس کی عمر میں اپنے چچا لارڈ برلے کو ایک خط بھیجا تھا اُس
میں لکھتا ہے "وہ میرا منصوبہ ہے کہ سارے علم کو اپنا صوبہ بنالوں"۔ کوئی اور نوعمر آدمی
بلکہ بہ تعمیم کہا جاسکتا ہے کہ کوئی اور شخص ایسا کہتا تو اُسکی ایسی بیہودہ لاف زنی پر قہقہے
اُڑائے جاتے۔ مگر بیکن اپنے منصوبے میں دُھن کا پکّا تھا۔ اور کوئی نہیں کہہ
سکتا کہ جس وسیع حکومت کو اُس نے فتح کرنا چاہا تھا نہیں فتح کر سکا۔ ہزار ہا بیکن سے
بدرجہا زیادہ بڑھے چڑھے ریاضی دان۔ علماے ہیئات و نجوم۔ کیمیائی ترکیبوں کے
واقف کار۔ حاذق طبیب اور نباتات و معدنیات کے مبصر گذرے ہیں طبیعیات کا
کوئی فن حاصل کرنے کے لیے کوئی شخص بیکن کی کسی تصنیف کیطرف توجہ نہ کرے گا
بعینہ جس طرح وہ شخص جو ایک ہی چھوٹے صوبے کے دو ادنےٰ گاؤں کا فاصلہ
دریافت کرنا چاہتا ہو سارے کرۂ زمین کے عام نقشہ کی طرف توجہ نہیں کر سکتا مگر
جو فن بیکن نے سکھایا وہ کسی خاص امر میں ترقی کرنے یا کسی مخصوص چیز بنانے کا
فن نہ تھا بلکہ وہ فنون کے ایجاد کرنے کا فن تھا۔ جس علم و ہنر میں بیکن تمام عالم سے

کو سے بنقت لے گیا وہ علوم کے تمام اقسام کے اصلی رشتون اور اُن کے باہمی
تعلقات کا دریافت کرنا تھا -
بیکن نے اپنے قیمتی خیالات جس ضبع سے ظاہر کیے وہ بھی بالکل نرالی تھی
بحث اور مناظرہ جن باتون مین مبتلا رہنے کا الزام اُس نے اکثر فلاسفۂ سلف کو
دیا ہے اُن چیزون سے اُسے مس بھی نہ تھا - اُس بڑے طوفان تعصبات مین جو قدیم
الایام سے چلا آتا تھا اِس نے کامیابی کے ساتھ ایک بڑا بھاری انقلاب پیدا
کر دیا - مگر باوجود اُس کے لڑنے جھگڑنے اور رد وقدح کیجانب کبھی توجہ نہ کی بلکہ
اِس بارے مین یہان تک دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ قدما کی تصنیفون کے
خلاف اُسکے تمام تصانیف مین ایک جملہ بھی ایسا نہین ملتا جس مین جرح و تردید کی
شان پائی جاتی ہو - اِس نے اپنے کُل خیالات اور سارے فلسفہ کے ظاہر کرنے
کا بس یہی عنوان رکھا ہے کہ "یہ وہ خیالات ہین جو میرے ذہن مین آئے - اپنی
ترازوے عقل مین تولو - اور اس کے بعد چاہو اختیار کرو چاہو چھوڑ دو"
فرانس کے بادشاہ چارلس ہشتم کی مہم کی نسبت بورجیا نے کہا کہ فرانسیسیون نے
مملکت ایطالیہ کو فولادی تلوارون سے نہین بلکہ صرف کھریا کی مدد سے فتح کیا - اسلیے
کہ کسی مقام پر فوجی قبضہ قائم کرنے کے لیے اُنکو سب سے زیادہ ضرورت اِس امر کی
پیش آئی تھی کہ جن مقامات پر قیام کرنا ہو وہان کے مکانون کے دروازون پر کھریا
سے نشان بنا دیے جائین - بیکن نے اکثر جگہ بورجیا کے اِس قول کو نقل کیا ہے -
اور پسند کرتا تھا کہ دانائی کی دنیا پر جو فتح اُسے حاصل ہوئی اُس کے لیے اِسی مثال کو
پیش کرے - اُس کا قول ہے کہ "میرا فلسفہ ایک مہمان عزیز کی طرح آیا ہے - دشمن کی

طرح نہین آیا۔ یعنی اُسے مین نے لڑ جھگڑ کے اور زبان آور یان کر کے نہین حاصل کیاہے۔ اُسے (یعنی فلسفہ کو) میرے یہان آنے مین کوئی دشواری نہین پیش آئی کسی قسم کا جھگڑا نہین ہوا۔ اسلیے کہ ہر خیال اپنی وضع وحالت کے لحاظ سے اُسکے استقبال کو تیار تھا"

اِس طرزِ عمل اور فلسفہ کو اِس شان سے دکھانے مین ہم سمجھتے ہین کہ بیکن نے نہایت ہی دانائی سے کام لیا ہے اُس نے فلسفہ مین جو صلح پسندی کی یہ شان دکھائی اِس کے دو سبب تھے اول تو اسلیے کہ جیسا وہ خود کہتا ہے اُسکے اسکول اور قدما یعنا لفون کے اسکول مین اِتنا عظیم الشان اور زمین آسمان کا فرق تھا کہ کوئی ایسی عام بنیاد نہی ملسکتی تھی جس پر کسی قسم کا۔ ذو قدح ہوتا یا مباحثہ کی لڑائی لڑی جاسکتی دوسرے یہ کہ اُسکی طبیعت جو بظاہر نہایت ہی غور پسند اور اِس سے بھی زیادہ وسیعی اور وسیع الخیال تھی نیز بلحاظ اپنی سرشت و مذاق کے اور نیز بحیثیت تعلیم وعادت کے زبانی لڑائی کے بالکل مناسب نہین واقع ہوئی تھی۔

گر مناظرے کی شان نہ اختیار کرنے کی وجہ سے یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ اُس کی تحریر کم زور ہے اگرچہ اُس نے اپنے فلسفہ کے ہاتھ مین منطق کا ہتھیار نہین دیا۔ مگر اُس نے اُسے فصاحت و بلاغت کے نہایت ہی اعلی زیور سے آراستہ کر دیا ہے۔ اُسکی فصاحت پر اگرچہ اُس کے عہد کی بدکاری کے مذاق کا رنگ نہین چڑھا ہوا ہے۔ مگر یہ اُسی کے لیے مخصوص تھا کہ اِس پھیکے پن کے ساتھ بھی علم انشاء و بلاغت مین اُسے بہت اعلی درجہ ملا ہے۔ الفاظ پر اُسے حکومت حاصل تھی۔ اور اِس امر مین خاص ملکہ اور کمال تھا کہ خیالات کو نہایت

صرف توضیح یا کسی امر کے ذہن نشین کرنے کی غرض سے بیان کی جاتی ہین عام ہے
سے کہ کیتنی ہی ناقص ہون۔ ہم اِن دونون قسم کی تشبیہون کو اصلی اور خیالی تشبیہون
کے نام سے نامزد کرینگے۔ بڑے بڑے نامی گرامی اور مشہور و معروف
انشاپردازون مین ایسے لوگ ملینگے جو اِن دونون قسم کی تشبیہون کو ایک
دوسرے سے امتیاز نہ کر سکے اور یہی سبب امتیازی ایک حد تک ہم بکین
کی تحریر مین بھی پا جاتے ہین۔ ایرنیوس اور راوریکن جن کا شمار دین عیسوی
کے دور اولین کے بڑے مستند ولیون اور ائمہ مین سے اُن کے عہد
سے لے کے اِس وقت تک ایک قرن بھی ایسا نہین گذرا جس مین بڑے بڑے
علماے ملت عیسوی اور مدعیان علم الٰہیات نے کتب آسمانی کے ادنے ادنے
بیانون کو نہایت لغو طور پر نہ استعمال کیا ہو۔ اور اِس غلطی مین محض اسوجہ سے مبتلا
ہوئے کہ صحیح تشبیہ اور ناقص تشبیہ مین امتیاز نہ کر سکتے تھے۔
یہ نہایت ہی عجیب بات ہے کہ قدما کی اِس غلطی کو بکین نے بھی بتایا ہے مگر
ایسے الفاظ مین جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ گویا خود اپنے آپ کو بھی اِس مین مبتلا
تسلیم کرتا تھا۔ وہ اپنے شاندار الفاظ اور اپنے عالمانہ داب سے کہتا ہے -
"یہ (تشبیہون مین صحیح امتیاز نہ کر سکنا) حیلہ جو طبیعتون کا ایک عیب ہے کہ خفیف
فاصلے چیزون کو بہت زیادہ وقعت و امتیاز دیدین۔ اور بعینہ اِسی طرح یہ رسا اور
بے عیب ذہنون کا بھی عیب ہے کہ کم حقیقت و ادنے مثال کو بہت زیادہ وقعت
کے ساتھ پیش کرین" اِس کے بعد کہتا ہے "یہ آخری میلان طبع جب انتہا درجے
کو پہونچتا ہے تو انسان کو اِس امر پر آمادہ کر دیتا ہے کہ اصلی چیز کے عوض اُسکے

سایے کو پکڑنے لگے ۔

باوجود اس عیب کے جو فن تحریر کی دنیا مین ہنر خیال کیا جاتا ہے ہم اس بات کی آرزو نہین کر سکتے کہ بیکن مین مذاق انشا پردازی اس سے کچھ کم ہوتا یعنی ایسی نامکمل تشبیہون کو چھوڑ کے وہ اپنے کلام کا لطف کم کر دیتا۔ اسلیے کہ اگر اُس لطف نا عیب سے قطع نظر کر لیا جائے جو اُسکے دلچسپ کلام سے حاصل ہوتا ہے تو ہم دیکھتے ہین کہ وہ واقعات کے ایک بہت بڑے وسیع دائرے پر تصرف کرتا ہے اور صرف اسلیے کہ پوشیدہ حقیقتون کو واضح و آشکارا کر دے۔ جس حقیقت مین لطف نہ آتا ہو اُسے دلچسپ بنا دے جس سچائی کا اثر دلون پر صرف چند روز کے لیے پڑ سکتا ہو اُسے ہمیشہ کے لیے نقش کر دے۔

بیکن مین شاعرانہ مذاق بھی تھا۔ مگر انشا پردازی کے مذاق کی طرح اُس درجے تو نہین پہونچ گیا تھا کہ استدلالی قوت پر غالب آجاتا۔ اُسکی متحمل و صابر طبیعت کا تقاضا تھا کہ کوئی خیال یکایک اس قدر غالب آجاتا کہ اُسے مغلوب کر دے۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ اُس نے جب کسی چیز کی طرف توجہ کی تو ذوق صحیح کے تقاضے سے اور علی ہذا القیاس ذوق صحیح کے پہلے ہی روکنے پر فوراً رک بھی گیا۔ لیکن باوجود اس کے کہ اُس کا ذہن ذوق صحیح کی اطاعت مین ایسے غیر معمولی نمونے دکھاتا ہے اس سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ اُس مین جوش تھا۔

اصل یہ ہے کہ بیکن کی زندگی کا زیادہ حصہ خیالی دنیا مین گذرا تھا۔ ویسی عجیب و غریب چیزین جیسی کہ الف لیلہ کی داستانون مین بیان کی گئی ہین ویسی ہی خیالی عمارتون مین جو الہ دین کے محل سے کچھ بڑھی چڑھی ہی تھین۔ اور ایسے ہی

فواروں کے کنارے جو پریزاد کے سُنہرے پانی سے زیادہ حیرت انگیز تھے۔ اُس کی سواری رو جیروکے ہپوگرف سے بھی زیادہ تیز تھی۔ اُس کے اسلحہ تاج الملوک کی لکڑی سے بڑھ کے پُرہیبت تھے۔ اور اُس کے علاج اُس سیب سے بھی زیادہ پُرتاثیر اور اکسیر تھے جس سے الف لیلہ کے شاہزادہ احمد نے اپنی چچازاد بہن اور معشوقہ کو اچھا کیا تھا۔

لیکن باوجود اِن سب باتوں کے اُسکے خواب پریشان میں کوئی وحشیانہ اور غیر مانوس چیز نہ تھی۔ اور نہ کوئی ایسی بات لِکھی ہے جس کو استدلال کی دنیا سے منظوری نہ مِل گئی ہو۔ وہ جانتا تھا اور خوب اطمینان کے ساتھ سمجھ گیا تھا کہ جو رموز نیچر کی کتاب اور قدرت کے صفحہ پر لکھے ہوئے ہیں اگر وہ امتداد زمانہ اور صبر کے ساتھ غور کر کے پڑھ لیے جائیں تو اُن کے سامنے وہ تمام عجیب و غریب راز جنھیں شعرا و افسانہ نویس جادوگروں ہی کی کتاب میں مخفی سمجھتے ہیں ہیچ ثابت ہوں گے۔ اُس کا خیال ہے کہ اُسکے الفاظ نے اگر انسان کے دل میں اچھی طرح جگہ پیدا کر لی تو چند ہی روز میں ایسا عجیب و غریب اثر یا تماشہ دکھائیں گے ضعیف الاعتقادی کے ہاتھوں مرلن اور مشائل[۲] کے منتروں سے بھی نہ نظر آیا ہوگا۔

یہ خیالی محل اور مقام تھا جہاں وہ اپنے خیال کو صرف کرنا چاہتا تھا اُسکے فلسفہ کے رواج کے بعد دنیا جیسی ہو جانے والی تھی اُسکی تصویر کو اپنی آنکھوں

عہ کہانی کا ایک فرضی جانور جو آدھا گھوڑا اور آدھا گدھا تھا۔ پر دونکی وجہ سے اُڑتا تھا اور بہت تیز جاتا تھا۔

عہ یورپ کے مشہور جادوگر تھے۔

کرلیتا ہے لہذا اُس مین انحطاط بھی پیشتر ہی سے شروع ہو جاتا ہے بعض چیزون
مین تو یہ حال ہے کہ ہنوز پورا کمال بھی نہین حاصل ہونے پایا تھا کہ انحطاط شروع
ہوا۔ بہار جاتی رہی اور بالکل پژمردہ و خزان رسیدہ ہوگئین۔ یہی حال لڑکے
کے مقابلہ مین لڑکی کے نشو و نما پانے کا ہے۔

ایسا بہت ہی کم ہوتا ہے کہ خیال اور تحقیق ایک ساتھ نشو و نما پائین۔ اور یہ
تو بہت ہی کم ہوتا ہے کہ تحقیق کو خیال سے زیادہ نشو و نما ہو۔ یہ خاص بات اگر
کہین تھی تو خود بیکن کی ذات مین۔ اپنے بچپن مین عام لوگون کے خلاف وہ بہت ہی دھیما
اور خاموش نظر آتا ہے۔ اِس عظیم الشان کام یعنی فلسفہ کی اصلاح و تجدید کا منصوبہ بعض مصنفین کے
بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ پندرہ برس کی عمر سے بھی پیشتر اُسکے دل مین پیدا ہوچکا تھا اپنی
پہلی تصنیف پیش کرتے وقت اُس نے اِسقدر دانائی کے ساتھ غور و خوض کیا۔ و تحقیق مین اِسقدر
دقیقہ سنجی ظاہر کی معلوم ہوتا ہے یہ اُس کی زندگی کا سب سے پچھلا اور
آخری کام تھا۔ گر فصاحت و بلاغت شیرین بیانی۔ وسعت الفاظ تکمیل استعارات
و تشبیہات کے لحاظ سے دیکھیے تو اُسکی آخر عمر کی تصنیفین بہت بڑھی ہوئی ہین۔
اِس امر کا اندازہ کرنے کے لیے بہتر ہوگا کہ بیکن کی مندرجۂ ذیل دو عبارتون پر
غور کیا جائے۔ ۱۵۹۷ء مین اُس نے لکھا تھا: "حیلہ جو مطالعۂ کتب کو حقیر جانتے
ہین۔ سادہ مزاج پسند کرتے ہین اور عقلمند اُس پر عمل کرتے ہین۔ اسلیے کہ خود
مطالعہ اپنے اوپر عمل کرنے کی تعلیم نہین دیتا ہے۔ یہ ایک لیاقت ہے جو مطالعہ
کے علاوہ ہے۔ اور صرف غور و تعمق سے حاصل ہوسکتی ہے۔ تردید کی غرض
سے کتب بینی نہ کرو۔ نہ یقین کرنے کی نیت سے۔ بلکہ اندازہ کرنے اور غور کرنے

پر بنا ہو زیادہ لطف دیتا ہے۔ لہذا ان کے لطفون کا اندازہ نظر کے لطفون سے
کرو یقیناً انکی قیمتی خوشبوؤن کے مثل ہے جو جتنی زیادہ کچلی اور ملی دلی جائین گیا
مہکتی ہین۔ اسلئے کہ کامگاری مصیبت کو خوب ظاہر کرتی ہے۔ اور بدبختی نیکی کو۔"
بیکن کی زیادہ شہرت اُس کے ایس سیز (مضامین) کی وجہ سے ہوئی۔ اُسکی
معرکہ آرا کتابون "نووم آرگینم" اور "ڈی آگمینٹس" کا تذکرہ تو بہت آتا ہے مگر
پڑھی کم جاتی ہین۔ اس سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ مذکورہ کتابون نے نوع انسان
کی قدیم اور متداول رائے پر بہت بڑا اثر ڈالا۔ مگر یہ برکت خود اُن کتابون کی نہین بلکہ
اُن کے شاگردون اور راویون کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ یہ خیال اگر یون ادا کیا
جائے تو شاید زیادہ ذہن نشین ہوگا کہ ان تصانیف نے اُن عقلون کو حرکت دی
جنھون نے ساری دنیا کو حرکت دے دی۔ مگر ان دقیق کتابون کے خلاف
یہ عام کامیابی صرف ایس سیز ہی مین ہے کہ اُن پر معمولی پڑھنے والون کی نظر
پڑتی ہے۔ اور تھوڑی لیاقت والون کی نگاہ کو بھی بیکن کی طبیعت کی خوبیان
نظر آتی ہین۔

ان مضامین کے ذریعہ سے گویا اُس نے ایک ظاہری اور عام مذاق کا
اسکول کھولا ہے۔ جہان وہ معمولی اور سیدھے سادے آدمیون سے انھین کے
مذاق کے مطابق اور انھین کی زبان مین باتین کرتا ہے۔ اور اس سادگی و صفائی
سے کہ ہر اعلے و ادنے بخوبی سمجھ لیتا ہے۔ پھر لطف یہ کہ اس اسکول مین وہ بحثین
بھی وہی چھیڑتا ہے جن مین سب کو یکسان لطف آتا ہے۔ اس عام فہم طریقے سے
اُس نے اُن لوگون کو جو اس مین ذرا شک نہین کہ غلط فہمی مین مبتلا ہو کے اُسکی

خبرین پہونچا رہے ہین۔ ہر قسم کا سامان عشرت۔ ہر طرح کی دلچسپیان اور مسرتین ہمارے گرد جمع ہین۔ مگر افسوس وہ نہین جس نے اِس عمارت کا بنیادی پتھر رکھا تھا اور جس کی برکتین قیامت تک انسان کو اُس کا احسان مند بنائے رہین گی۔

اسلامی تاریخ مین ایک سابق الاسلام صحابی کا تذکرہ ہے کہ کسی بہت بڑی فتح کے موقع پر جب ایران کی بے اندازہ اور عقلون کے حوصلے سے بہت زیادہ دولت مسجد نبوی مین لا کے رکھی گئی۔ اور ہر شخص اظہار جوش و مسرت کر رہا تھا اُنکی آنکھون مین آنسو بھر آئے۔ اور جب اِس بے محل رقت کا سبب دریافت کیا گیا تو نہایت ہی بیتابی کے ساتھ بولے "اِس کام (یعنی تبلیغ دین و اعلاء کلمۃ اللہ) کو مین نے اور حمزہ نے ایک ساتھ شروع کیا تھا۔ حمزہ اسی کام کی نذر ہو گئے۔ اور جب شہید ہوئے ہین تو کفن کے لیے اِتنا کپڑا بھی نہ تھا کہ پورا جسم چھپ سکے ایک ایسی چادر مین جسے سر کی طرف کھینچتے تو پاؤن کھل جاتے اور پاؤن کی طرف کھینچتے تو سر کھل جاتا لپیٹ کے اُنھین آغوش لحد کے سپرد کر دیا۔ اور ایک مین ہون کہ روم و عجم کی دولتین میرے سامنے کھنچی چلی آتی ہین"

بس بعینہ یہی حال بیکن کا ہے۔ اُس نے ایک باغ لگایا۔ گوڑنے اور سینچنے کی محنت اُس نے اُٹھائی۔ اور اُس کے پھل آج ہم کھا رہے ہین۔

قتہ من نازنین - یا پوپ انگیس - بالکل نیا
اچھوتا - اور انتہا سے زیادہ دلکش ناول - جو
گزشتہ سال اور ابتدائے ۱۹۰۹ع مین پیام یار کے
ساتھ شایع ہو کے اب تکمیل کو پہونچا ہے - پوپ انی
مسیحیت - رہبانیت و علم و فضل ایک حسین مسیحیہ
عورت کا پوپ منتخب ہو جانا - اور آخر مسلمانون کی
تدبیر سے نجات پانی - زیادہ تاریخ اور بہت تھوڑا تصرف
اس ناول کا لوگون کو بڑی بے صبری سے انتظار تھا
پورے چودہ جز پر ختم ہوا ہے قیمت عہ

حسین بن صباح - الشیخ الجبال بانی فرقہ باطنیہ
اور حشیشین کے کارنامے - اس مذہب اور اس کی
سلطنت و سطوت کی دلچسپ تاریخ - لوگون کو ضرور
ملاحظہ کرنا چاہیے - ۱۶

(منشی سید عاشق حسین صاحب لکھنوی کے قابل قدر تصانیف)

ا - میڈوز ٹیلر کے نہایت دلچسپ ناول کا ترجمہ
کا منظر بچپن کی بیہودگی - اور اس کا انجام - عہ

حبیب فراز - تاتاری مزاجیون کے نتائج - داو
شاہی خاندانون کا عروج و زوال -

شادی و غم - لڑائی اور عشق - شہنشاہ اکبر کا
زمانہ -

سلطان و نازک ادا - زمانے کی بیوفائیان
اور لکھنو کی چھبتی ہوئی زبان مین -

مشتاق و زہرہ - سلطان عالم واجد علی شاہ کے
عہد کا واقعہ - غدر کے سین - شرفا کی تباہی و بربادی

اسلم و حبیبہ - حسن و عشق کے سچے جذبات ۱۰

تاثیر - نہایت دلکش خیالات - مگر نیا خیال اور نیا
ڈھنگ -

کاوش دل - ایک عجیب سچا اور عبرت خیز واقعہ

(مختلف مصنفون کے دلچسپ اور پسندیدہ اصلی اور
(ترجمہ کیے ہوئے ناول)

حرم سرا کامل - لوز آف دی حرم کا ترجمہ - ترکون
کی شان و شوکت کا زمانہ - اور حرم سرا کی عشق بازیان
دو جلد -

راز و نیاز - رینالڈز کے اس دلچسپ ناول کا ترجمہ
جس مین انگلستان کی عمر بھر کنواری رہنے والی
ملکہ (ورجن کوئین) کے پوشیدہ راز کھولے گئے ہین
اور دکھایا گیا ہے کہ وہ اصل مین کیا تھی اور کیا بتائی
جاتی ہے - دو حصہ

ڈھکو کا یا طلسمی فانوس - رینالڈز کا ناول
اور مسلم الثبوت زبان دان و بذلہ سنج منشی سجاد حسین
صاحب ایڈیٹر اودھ پنچ کا ترجمہ - اس سے زیادہ
اور کیا ثبوت اس ناول کی دلچسپی کا ہو سکتا ہے - عہ

افشائے راز - زمانے کی رفتار - اور اپنی
جنس کی بدسلوکیان -

لعبت فرنگ - "برائڈز اسٹیچو" کا ترجمہ نہایت
دلچسپ -

فسانہ لارنس - "رائی ہوس پلاٹ" کا ترجمہ
نہایت پرلطف -

الہ وین و لیلی - یہی نام انگریزی مین بھی ہے -
کوہ قاف وہان کی جنت اور دلربا پریان -

عزیز مصر - نہایت ہی اچھا اور سچا قصہ

خون عاشق - ویانا دارالسلطنت اسٹریا کا سچا
قصہ - قزاقون اور دلالون کی تعجب خیز چالاکیان
اور حسن و عشق

امراؤ جان - نہایت ہی شستہ زبان ایک
شاہد بازاری کی سرگذشت - اسی کی زبانی قابل دید ہے

مسافر دمشقی -

نشتر - اور وہ جو دل ہی کی خبر لے - ایک دفعہ
پڑھیے اور دونون مزہ لیجیے -

عقد الجواہر - نہایت دلچسپ - جن لوگون نے
اس ناول کو کبھی پڑھا ہے وہی جانتے ہون گے
کہ کس قدر مزے دار ناول ہے -

چاک گریبان - مسلمان بیواؤن کی حسرت
ناک حالت

کیفر کردار - میرزا عبداللہ خسرتی اس ناول کو
اپنی تیس سال کی کتب بینی و ناول خوانی کا ثمرہ
بتاتے ہین -

اقصائے مغرب - الجزائر کے آخری تین سو

اس کے تاریخی واقعات یا افریقہ کے اسلامی عہد کی
یہ تاریخ ہے - اس کتاب کو دیکھ کے معلوم ہو سکتا ہے
کہ اسلامی جہازوں اور جہاز رانوں نے ایک وقت
میں بحر روم اور سواحل یورپ کی کیا حالت کر رکھی
تھی - یہ تاریخ کا ایک سربستہ راز خلافت سے ملا
ہوا ہے - اور دوسرا حصہ ترکان آل عثمان کی تاریخ
ہے - باوجود کہ کاغذ چھپائی اور ہر چیز عمدہ ہے مگر
قیمت کچھ نہین صرف عہ

(تاریخی قدر تاریخین اور سفرنامے)

دربار اکبری - مصنفہ مولوی محمد حسین صاحب
آزاد دہلوی مصنف آبحیات - جلال الدین اکبر
بادشاہ کے دربار کا سچا فوٹو ہے - اکبر بادشاہ
اورنگ سلطنت پر جلوہ گر ہے - اعیان اکبری
مثلاً بیرم خان خانخانان - امیر الامرا خان زمان
علی قلی خان سیستانی - خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش
راجہ مان سنگھ اپنے اپنے رموز دانش ظاہر کرتے
ہین - شیخ مبارک - ابو الفضل - فیضی - وہ عالمانہ
تقریرین کر رہے ہین کہ ارسطو اور افلاطون
کی روح نثار ہوتی ہے - مولانا عبد القادر بدایونی
اور شیخ عبد النبی صدر نے بہشت اور دوزخ کے
دروازے کھول رکھے ہین - راجہ معتمد الملک ٹوڈر
مل ملک ہندوستان کی مالگذاری اور خرچ کا
دفتر پھیلائے بیٹھے ہین - راجہ بیربل داس بیربر
آئے ہین - جن کی باتین کیا ہین پھلجھڑیاں ہین -
ملا عبد القادر بھی با این ہمہ تشرع ہنس پڑتے
ہین اکبر بادشاہ بھی مسکرا رہے ہین - علاوہ اس
کے بغرض توضیح مطالب نثر امرا و اعیان اکبری
کے حالات بطور تتمہ لکھ کر ازاد کئے گئے ہین -
ضخامت ۸۵۰ صفحے تقطیع کلان - کاغذ چکنا
ولایتی قیمت مع تتمہ [illegible]

سخندان پارس - یعنی فارسی زبان کی فیلالوجیا - اس کتاب کے ذریعہ سے مولوی محمد حسین
صاحب آزاد سابق پروفیسر عربی گورنمنٹ کالج
لاہور نے فارسی ژند - پہلوی - [illegible] -
سنسکرت کے الفاظ مین مقابلہ کر کے نہایت
دلچسپ تاریخی نتیجے نکالے ہین مصنف نے گو
کہ ابتدا سے عمر سے اس فن کا بے حد شوق تھا
اسی دھن مین ایک مرتبہ بلخ بخارا تک سیاحت
کی اور دوسری مرتبہ خاص ایران کا سفر کیا
اسی تحقیقات مین وہان کے موبدوں اور
دستوروں سے ملے - یہ مضمون نہایت خشک
اور روکھا تھا - جس کو خواہ کتنا ہی دلچسپ طرح
سے کیون نہ بیان کیا جائے پھر بھی پھیکے [illegible]
رہیگا - مگر فاضل مصنف نے ان سوکھے جنگلوں
پر وہ نمک مرچ لگایا ہے کہ پڑھنے والے
چٹخارے لے لے کر پڑھتے ہین - اور مصنف
موصوف کی خوش بیانی اور حسن ادا پر بے
اختیار تحسین و آفرین کرتے ہین - کاغذ
چکنا - ضخامت ۴۲۰ صفحے - قیمت

عجائب الاسفار - یعنی شیخ ابن بطوطہ
سفرنامہ - جلد دوم - جس مین ہندوستان مالدیپ
سیلان - سماٹرا چین - عرب - ایران - شام مصر
ہسپانیہ - مراکو - سوڈان کے - نہایت دلچسپ
حالات درج ہین - شیخ ابن بطوطہ نے ۷۳۴ھ
مین محمد شاہ تغلق کے زمانے مین ہندوستان
کی سیر کی اس نے ان ملکون کے وہ وہ عجیب
و غریب واقعات چشم دید لکھے ہین جو کسی تاریخ
مین نہین مل سکتے - اس کتاب کو مولوی محمد حسین
صاحب ایم اے - ڈسٹرکٹ جج فیروزپور پنجاب نے
اصل عربی زبان سے اردو مین بامحاورہ
ترجمہ کیا ہے - یہ جلد سوا پانچسو صفحے کی ہے
جس مین سے دو سو صفحون پر مترجم کے حواشی
ہین - بازار مین جو ایک کتاب سفرنامہ ابن بطوطہ
کے نام سے بکتی ہے - اس کتاب کے چند صفحات کا
انتخاب ہے - جو اصل کتاب کے دسوین حصہ کی
بھی نہین کاغذ عمدہ چکنا - خوشخط قیمت علاوہ محصول [illegible]